مذاق

اور

دل لگی

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

تالیف

ڈاکٹر محمد ضیاء الدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وأنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَ أبْكىٰ (القرآن)

مذاق اور دل لگی

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

مؤلفہ

ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری

بن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری دامت برکاتہم

ناشر

مکتبہ الاشرف

دار العلوم مرکز اسلامی

راجہ پور الہ آباد

تفصیلات

نام کتاب	:	مذاق اور دل لگی
مؤلف	:	سید محمد ضیاء الدین مظاہری الہ آبادی
		548-A/4 راجہ پور (اونچوا) الہ آباد، یوپی، انڈیا
		فون نمبر 9415630879-9696439898
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	سید محمد عماد الدین مظاہری سید محمد راشد سید محمد زید سید محمد اشرف
		الاشرف کمپیوٹر ایجوکیشن سینٹر۔ راجہ پور الہ آباد
صفحات	:	۱۴۴
سن اشاعت	:	بار اول ۲۰۰۹ء - بار دوم ۲۰۱۶
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	80.00
ناشر	:	مکتبہ الاشرف ۴/اے ۵۴۸ راجہ پور (اونچوا) الہ آباد
ڈسٹری بیوٹر	:	الہدیٰ پبلیکشنز، دریا گنج، نئی دہلی

ISBN 93 - 84036 -18 - 8

انتساب......

رسول اکرم معلم اعظم فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم

کے نام

جن کی تعلیمات نے حیات انسانی کے کسی گوشہ کو تاریک نہیں چھوڑا

اسلاف کے نام

جنھوں نے اپنی زندگیاں تعلیمات رسول کو علماً و عملاً عام کرنے میں کھپادیں

والد محترم حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب ادام اللہ فیوضہ

کے نام

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی

مرا با جان جاں ہمراز کردی

والدہ مکرمہ

کے نام

جنکی شفقتیں، مہربانیاں اور مستجاب دعائیں اپنا نور بکھیرنے کیلئے ہمہ وقت بیتاب رہا کرتی ہیں

بہنوں، بھائیوں اور دوستوں

کے نام

جن کی دعائیں اور محبتیں ہمیشہ ہمارے ساتھ ہیں

رفیقۂ حیات کے نام

جن کا ذوق سلیم میری طالبعلمانہ سرگرمیوں کے لئے ہر طرح مدد ومعاون ہے

اللھم احفظنا واعصمنا من جمیع الشرور والفتن (آمین)

مطالعہ ایک نظر میں

پہلی فصل	مزاح کی تعریف
دوسری فصل	مزاح کا حکم اور اس کے دلائل اور بعض واقعات جو اسلاف اس سلسلہ میں منقول ہیں
تیسری فصل	مزاح مشروع کی قسمیں اور اس کے دلائل اور بعض واقعا اسلاف سے منقول ہیں
چوتھی فصل	مزاح ممنوع اور اس کی قسمیں اور اس کے ممنوع ہونے کے اور کچھ مثالیں
پانچویں فصل	مذاق کرنے والے کے تصرفات کے فقہی اور قانونی آثار
چھٹی فصل	اسلام کے قرون اولیٰ میں مذاق کرنے والے حضرات
خاتمہ	موضوع کے اہم مضامین اور اس کے نتائج

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	انتساب	۳
۲	مطالعہ ایک نظر میں	۴
۳	تقریظ	۱۵
۴	مقدمہ	
۵	پیش لفظ	
۶	پہلی فصل	۲۷
۷	مزاح اور ان جیسے الفاظ کی تعریف	۲۷
۸	مزاح کی تعریف	۲۷
۹	مزاح کی لغوی تعریف	۲۷
۱۰	مزاح کی اصطلاحی تعریف	۲۸
۱۱	مزاح سے ملتے جلتے الفاظ کی تعریف	۲۹
۱۲	دوسری فصل	۳۶
۱۳	مزاح کا حکم اور اس کے دلائل وضوابط اور اغراض ومقاصد	۳۶
۱۴	پہلی بحث	۳۶
۱۵	اصل مزاح مندوب ہونے کے قائلین کے دلائل	۳۷
۱۶	مزاح کے مندوب ہونے کے قائلین کے دلائل پر مناقشہ	۳۸
۱۷	دوسری بحث	۳۹
۱۸	اصل مزاح مشروع مباح ہے اور اس کے دلائل	۳۹
۱۹	قرآن کریم سے دلائل	۳۹
۲۰	احادیث شریفہ سے دلائل	۴۰
۲۱	حضرات صحابہ کرام اور علماء سلف کے اقوال وافعال	۴۱

۲۲	فائدہ	۴۲
۲۳	مزاح مباح کا مندوب یا واجب ہونا	۴۳
۲۴	تیسرا مبحث	۴۵
۲۵	مزاح مشروع کے ضوابط اور اس کے مقاصد	۴۵
۲۶	مزاح مشروع کے ضوابط	۴۵
۲۷	مزاح میں حق اور سچ کا دامن نہ چھوڑنا	۴۵
۲۸	مزاح میں حد سے تجاوز نہ کرنا اور اسکی عادت نہ بنانا	۴۵
۲۹	ایسے مزاح سے پرہیز کرنا جو کینہ، حسد اور بغض کا سبب بنے	۴۶
۳۰	دہشت اور خوف پیدا کرنے والے ہنسی مذاق سے دور رہنا	۴۶
۳۱	غیر محرم سے ایسا مزاح نہ کرنا جو بیحیائی تک پہنچادے	۴۷
۳۲	اچھے اور عمدہ مذاق کرنے کی عادت ڈالنا	۴۷
۳۳	خلاصہ بحث	۴۸
۳۴	مزاح مشروع کے اغراض ومقاصد	۴۹
۳۵	اجتماعی تعلق اور باہمی ربط کے بڑھانے میں حصہ لینا	۴۹
۳۶	زندگی کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے قدرت وطاقت اور شوق وچستی کا مہیا کرنا	۴۹
۳۷	دوسروں کے دلوں کو نرم کر کے ان تک رسائی حاصل کرنا	۵۰
۳۸	دل کی کمزوری کا علاج اور اس کی تلافی	۵۱
۳۹	ذہنی صلاحیت کو بڑھانا اور برجستگی اور ذہانت کو قوت پہنچانا	۵۱
۴۰	مسکراہٹ اور مسرت کی فضا بنانا	۵۳

۴۱	جس سے مزاح کیا جائے اس کے اور دوسروں کی بھی تہذیب و تربیت اور اصلاح والے پاکیزہ اور صاف ستھرے مذاق	۵۴
۴۲	خلاصہ	۵۷
۴۳	تیسری فصل	۵۸
۴۴	مزاح مشروع کی قسمیں اور اسکے دلائل اور اس کے بعض واقعات جو اسلاف سے منقول ہیں	۵۸
۴۵	پہلی قسم مزاح قولی	۵۸
۴۶	رسول اکرم کا حضرت علیؓ کو ابو تراب کی کنیت عطا فرمانا	۵۸
۴۷	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھوڑے کے دو پَر	۵۹
۴۸	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹی بچی سے مزاح اور اس کے لئے دعا فرمانا	۶۰
۴۹	حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی بیوی کی حالت دیکھ کر شعر پڑھنا	۶۱
۵۰	دوسری قسم مزاح فعلی	۶۳
۵۱	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص کے ساتھ لکڑی سے مذاق فرمانا	۶۳
۵۲	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ پر کھانا لیپ دینا	۶۴
۵۳	حضرت نعیمان کا خدمت رسالت میں ہدیہ پیش کرنا پھر اس کی قیمت کا مطالبہ کرنا	۶۴

۵۴	حضرت عمر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کا دوڑ میں مقابلہ	۶۵
۵۵	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے گدھے پر بیٹھ کر مذاق کرنا	۶۵
۵۶	تعقیب	۶۶
۵۷	تیسری قسم مزاح صریح	۶۶
۵۸	حضرت ضحاک	۶۶
۵۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زوجہ مطہرہ کو دولہن سے تشبیہ دینا	۶۷
۶۰	ایک کم عمر صحابی کے چہرہ پر منہ سے پانی پھینکنا	۶۷
۶۱	چوتھی قسم مزاح کنایہ اور توریہ	۶۸
۶۲	اونٹنی کے بچہ پر سوار کرنا	۶۸
۶۳	اس کے شوہر کے آنکھ میں بیاض (سفیدی) ہے	۶۸
۶۴	ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنا	۶۹
۶۵	ابن عمر کسی آدمی کے چہرے پر مارنے کو ناپسند فرماتے تھے	۶۹
۶۶	تجھ کو کم ظرفوں کے پیدا کرنے والے نے پیدا کیا	۷۰
۶۷	چوتھی فصل	۷۱
۶۸	مزاح ممنوع اور اس کی قسمیں اور اس کے ممنوع ہونے کے دلائل اور اس کی کچھ مثالیں	۷۱
۶۹	مزاح ممنوع کی حقیقت	۷۱
۷۰	پہلی قسم۔ مزاح حرام، اس کی دلیلیں نیز اس کی کچھ مثالیں	۷۱

۷۱	مزاح حرام کی حقیقت	۷۱
۷۲	مزاح کی اس قسم کے حرام ہونے پر دلائل	۷۲
۷۳	پہلی دلیل	۷۳
۷۴	دوسری دلیل	۷۳
۷۵	تیسری دلیل	۷۴
۷۶	چوتھی دلیل	۷۴
۷۷	پانچویں دلیل	۷۵
۷۸	چھٹی دلیل	۷۵
۷۹	ساتویں دلیل	۷۵
۸۰	آٹھویں دلیل	۷۶
۸۱	نویں دلیل	۷۶
۸۲	حضرت عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۷۶
۸۳	میمون بن مہرانؒ کا قول	۷۷
۸۴	حضرت خالد بن صفوانؒ کا قول	۷۷
۸۵	حاصل بحث	۷۷
۸۶	مزاح حرام کی دوسری صورتیں	۷۷
۸۷	فائدہ	۷۸
۸۸	دوسری قسم۔ مزاح مکروہ کا بیان اس کے دلائل اور اس کی کچھ مثالیں	۸۱

۸۹	مزاح مکروہ کی حقیقت	۸۱
۹۰	جائز مذاق میں حد سے آگے بڑھ جانا اور اسے مسلسل کیے جانا	۸۱
۹۱	ایسے شخص سے مذاق کرنا جو مذاق کرنا نہ چاہتا ہو	۸۲
۹۲	اہل علم وفضل کا عام لوگوں کے سامنے مذاق کرنا	۸۳
۹۳	مذاق میں ایسی بات کہنا جس کا معنیٰ ومفہوم ناپسندیدہ ہو	۸۴
۹۴	جائز مذاق کا مشغلہ بنالینا	۸۶
۹۵	مزاح مکروہ کی مذمت پر دلائل	۸۷
۹۶	پہلی دلیل	۸۷
۹۷	دوسری دلیل	۸۷
۹۸	تیسری دلیل	۸۸
۹۹	چوتھی دلیل	۸۸
۱۰۰	پانچویں دلیل	۸۸
۱۰۱	چھٹی دلیل	۸۹
۱۰۲	ساتویں دلیل	۸۹
۱۰۳	حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت اپنے صاحبزادہ کو	۸۹
۱۰۴	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول	۸۹
۱۰۵	حضرت سعید بن العاص رضی کی نصیحت اپنے صاحبزادہ کو	۹۰
۱۰۶	جعفر بن محمد رحمہ کا قول	۹۰
۱۰۷	محمد بن منکدر رحمہ کا قول	۹۰
۱۰۸	ابراہیم نخعی رحمہ کا قول	۹۱

۱۰۹	خلاصہ	۹۱
۱۱۰	پانچویں فصل	۹۲
۱۱۱	مذاق کرنے والے کے تصرفات کے فقہی اور قانونی آثار اور نتائج	۹۲
۱۱۲	پہلی بحث	۹۳
۱۱۳	مذاق کرنے والے کے تصرفات کے وہ آثار و نتائج جو نجی زندگی (پرسنل لائف) کے حالات پر پڑتے ہیں جیسے نکاح طلاق، رجعت، نذر و منت اور عتق (یعنی غلام و باندی کی آزادی) وغیرہ مسائل	۹۳
۱۱۴	دوسری بحث	۹۷
۱۱۵	مذاق کرنے والے کے ان تصرفات کا اثر جن کا تعلق مالی معاملات وغیرہ سے ہے	۹۷
۱۱۶	بیع اور ہبہ میں مزاح کا دعویٰ کرنا	۹۸
۱۱۷	اقرار میں مزاح کا دعویٰ کرنا	۹۹
۱۱۸	تیسری بحث	۱۰۰
۱۱۹	مذاق کرنے والے کے ان تصرفات کے آثار اور نتائج جو قضاء، عقوبات اور شہادات سے تعلق رکھتے ہیں	۱۰۰
۱۲۰	پہلا مسئلہ	۱۰۰
۱۲۱	قاضی کا مجلس قضاء میں مزاح کرنا	۱۰۰
۱۲۲	دوسرا مسئلہ	۱۰۱

۱۲۳	کسی فریق کا مجلس قضاء میں مزاح کرنا	۱۰۱
۱۲۴	تیسرا مسئلہ	۱۰۲
۱۲۵	ایسے مذاق کرنے والی کی سزا جو دوسرے کے امن وامان کے لئے خطرہ ہو	۱۰۲
۱۲۶	چوتھا مسئلہ	۲۰۳
۱۲۷	اپنے مذاق سے ہونے والے نقصان کی پرواہ نہ کرنے والے کی گواہی کا حکم	۱۰۴
۱۲۸	چوتھی بحث	۱۰۴
۱۲۹	مذاق کے ایسے معاملات جو کفریا ارتداد سے تعلق رکھتے ہوں	۱۰۴
۱۳۰	خلاصہ	۱۰۶
۱۳۱	چھٹی فصل	۱۰۷
۱۳۲	اسلام کے قرون اولیٰ میں مذاق کرنے والےاور بہت زیادہ مذاق کرنے والے	۱۰۷
۱۳۳	مازحین یعنی مذاق کرنے والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟	۱۰۷
۱۳۴	پہلی بحث	۱۰۹
۱۳۵	مزاح اور مازحین عہد نبوت اور صحابہ میں	۱۰۹
۱۳۶	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح	۱۰۹
۱۳۷	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح حضرت عائشہؓ کے ساتھ	۱۰۹
۱۳۸	حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح فرمانا	۱۱۰

۱۳۹	حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش طبعی فرمانا	۱۱۱
۱۴۰	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صہیبؓ سے خوش طبعی فرمانا	۱۱۱
۱۴۱	انُجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح	۱۱۱
۱۴۲	صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذاق	۱۱۲
۱۴۳	حضرت نعیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذاق حضرت سوَیبطؓ کے ساتھ	۱۱۲
۱۴۴	حضرت عمرؓ کا مزاح حضرت ابن عباسؓ سے	۱۱۳
۱۴۵	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا اپنے رشتہ داروں کی بچیوں سے خوش طبعی فرمانا	۱۱۴
۱۴۶		
۱۴۷	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنے بچوں سے خوش طبعی فرمانا	۱۱۴
۱۴۸	ابن عباس کا اپنے ہم جلیسوں سے مزاح کرنا	۱۱۵
۱۴۹	رباح فہریؓ کا مذاق حضرت عمرؓ و عثمانؓ کی موجودگی میں	۱۱۵
۱۵۰	دوسری بحث	۱۱۷
۱۵۱	عہد نبوت اور عہد صحابہ کے بعد کے مزاح کرنے والے اسلافؒ	۱۱۷
۱۵۲	حضرت شریحؒ کا مذاق	۱۱۷
۱۵۳	حضرت طاؤسؒ کا مزاح	۱۱۸
۱۵۴	حضرت شعبیؒ کا مذاق	۱۱۸

۱۵۵	ابن سیرینؒ کا مذاق	۱۱۹
۱۵۶	امام اعمشؒ کا مذاق	۱۱۹
۱۵۷	حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق	۱۲۱
۱۵۸	ابن ابی عتیقؒ کا مذاق	۱۲۱
۱۵۹	محمد بن یحییٰ بن حبانؒ کا مذاق	۱۲۲
۱۶۰	سعید بن جبیرؒ کا مذاق	۱۲۲
۱۶۱	حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مذاق	۱۲۲
۱۶۲	حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق	۱۲۳
۱۶۳	امام حربیؒ کا مذاق	۱۲۴
۱۶۴	جحا کا مذاق	۱۲۴
۱۶۵	حضرت حکیم الامت کی ظریفانہ اور پر مذاق باتیں	۱۲۶
۱۶۶	خاتمہ۔ موضوع کے اہم مضامین اور اس کے نتائج	۱۳۱
۱۶۷	مراجع	۱۳۶

تقریظ

حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام ایک دین کامل ہے، اس میں انسانی جذبات کی مکمل رعایت موجود ہے اور معاشرت کے ہر پہلو کی ضروریات کے لئے رہنما اصول اور تعلیمات موجود ہیں۔ انسانی جذبات کی ترجمانی اور معاشرہ کی تکمیل نہ صرف ذوق عبادت سے ہوتی ہے اور نہ صرف فقہی اور قانونی موشگافیوں سے، طبیعت کی بشاشت اور مزاج کی شگفتگی کی ادائے عبادت وطاعت اور معاملات ومعاشرت کے حقوق کی ادائیگی دونوں ہی میں خاص دخل ہے، اور بشاشت طبع اور مزاح وظرافت ایکدوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں اس سلسلہ میں واضح ہدایات اور رہبر کامل صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف رحمہم اللہ تعالی کی زندگی میں اس کے بہترین عملی نمونے موجود ہیں۔

زیر نظر رسالہ اسی موضوع پر ایک مستقل تالیف ہے، جو علمی اور تحقیقی اعتبار سے بلند پایہ اور مضامین کے لحاظ سے دلچسپ ہے۔

برخوردار عزیز مولوی حافظ قاری سید محمد ضیاء الدین سلمہ مظاہری نے اس کا ترجمہ بڑی خوش اسلوبی اور محنت سے کیا ہے اور مزید اضافے بھی کئے ہیں۔ ان اضافات کی وجہ سے اب ماشاء اللہ تعالی یہ رسالہ اردو داں طبقہ کے لئے زیادہ مفید اور زیادہ دلچسپ ہو

گیا ہے۔ امید ہے کہ کتاب علمی اور دینی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور پسند کی جائے گی۔

اس سے پہلے عزیزم سلمہ کی ایک کتاب "تدوین قرآن" بفضلہٖ تعالیٰ قبول عام حاصل کر چکی ہے۔ دل سے دعا ہے حق تعالیٰ ان کے علم وعمل، رزق وعمر اور کام میں خوب خوب برکت اور ترقی عطا فرمائیں اور ہر طرح کی خوشحالی اور فراغت نیز اخلاص اور تحقیق کے ساتھ مزید در مزید علم اور دین کی خدمت کی توفیق مدام ارزانی فرماتے رہیں۔ (آمین)

(حضرت مولانا) سید محمد غیاث الدین مظاہری غفرلہ (دامت برکاتہم)

۱۲/ذی قعدہ ۱۴۲۹ھ-۱۲/نومبر ۲۰۰۸ء

چہار شنبہ

مقدمہ

جناب مولانا ڈاکٹر پروفیسر شبیر احمد صاحب ندوی مدظلہ العالی

شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد

زندگی اللہ کی عطا کی ہوئی ایک بیش بہا نعمت ہے، اس کو زندہ دلی اور خوش مزاجی سے گذارنا ایک فن اور سلیقہ تو ہے ہی ایک عبادت بھی ہے، دنیا میں نہ جانے کتنے لوگ ہیں جو شیریں سخنی اور خوش کلامی سے اپنوں کو خوش اور بے گانوں کو رام کر لیتے ہیں اور کتنے ہی ناعاقبت اندیش اور بے لگام ایسے بھی ہیں جو ترش روئی اور سخت کلامی سے اپنے اردگرد دشمنوں اور مخالفین کی فوج کھڑی کر لیتے ہیں، نتیجہ میں ”خسر الدنیا و الآخرۃ“ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اسلامی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو انسان کا ظاہری رویہ، طرز تخاطب اور سلام و کلام خاصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، انسانی زندگی اور اس کے مسائل پر براہ راست اس کا اثر پڑتا ہے، چنانچہ انسان جس قدر منکسر المزاج، خوش اخلاق ہوتا ہے، اسی قدر عوام الناس سے دل جوئی اور دل نوازی، خوش کلامی اور ہمدردی سے پیش آتا ہے بند دلوں تک اس کی رسائی ہو جاتی ہے، گتھیاں سلجھ جاتی ہیں اور مسائل حل ہوتے چلے جاتے ہیں باہمی اعتماد اور تعاون کی فضا ہموار ہو جاتی ہے، کشیدگی اور شکر رنجی ختم ہو جاتی ہے، بغض وعناد اور مکر وریا سے نجات مل جاتی ہے، رشتے بہتر اور مضبوط ہو جاتے ہیں، بسا اوقات اختلاف رائے کے باوجود تعلقات بدستور قائم رہتے ہیں اور آہستہ آہستہ بہتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اسی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی گئی تھی کہ ”لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت ودانائی اور خیر خواہی کے جذبہ سے بلائیے، بحث ومباحثہ میں نرم رویہ اختیار کریئے“ اسی طرح سیدنا موسیٰ وہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کو

حکم دیا گیا تھا کہ ”تم دونوں فرعون سے نرمی اور شگفتگی سے بات کرو امید ہے کہ وہ اس بار
غور کرے یا ڈرے“ ایک دوسرے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو متوجہ کرتے ہوئے
گیا کہ اگر آپ ترش رو اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے اردگرد جمع نہ ہوتے بلکہ منتشر ہو
جاتے“ اس صورت حال کی ترجمانی اقبال نے اپنے ایک شعر میں اس طرح کی ہے

نگہ بلند سخن دل نواز، جان پر سوز یہی ہے رخت سفر میر کارواں کیلئے

معمول کے طرز عمل اور طرز تخاطب کے بعد ایک مخصوص انداز گفتگو کا باب آتا
جو ذرا مشکل بھی ہے اور آسان بھی، جس میں تلخی بھی ہے اور شیرینی بھی، متکلم جس قدر
مندی اور ذہانت سے کام لے گا کامیاب ہوگا، لیکن اگر لا پرواہی، بدمذاقی اور ناسمجھی سے کام
گا تو یقیناً خطرہ کو دعوت دے گا، سوائے پھوہڑپن، رسوائی اور بالآخر قطع تعلقات کے سوا کچھ
نہ آئے گا“ وہ طنز ومزاح، ظرافت اور مضحکات“ کا باب ہے۔ جس کے لئے وسیع مطالعہ، گہرا
عمیق مشاہدہ اور انسانی ذہن ومزاج تک رسائی کا ہنر بخوبی آنا ضروری ہے، اس میدان میں
علم، محدود مطالعہ اور انسانی وقار و معیار سے گری ہوئی باتیں شخصیت کو مجروح کر دیتی ہیں۔

اس بحر کے شناور کو زبان پر غیر معمولی قدرت اور غیر معمولی مشاہدہ کی ضرورت
ہوتی ہے۔ یہ بہت نازک ترین لسانی سلیقہ اور اسلوب بیان ہے یہاں ایک معنی خیز
اور برمحل جملہ مبغوض کو محبوب اور ناخوب کو خوب بنا دیتا ہے، روتے کو ہنسا دیتا ہے، غمگین کو
شاداں و فرحاں کر دیتا ہے، مگر کبھی کبھی متکلم کی بدسلیقگی اور ناسمجھی سے فضا مکدر ہو جاتی ہے،
دل بھی میلے ہو جاتے ہیں۔

تاریخ اور ادب کی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس فن کا آغاز اہل یونان
اور روم نے کیا تھا، ان کے دو مخصوص اور محبوب دیوتا، الٰہ اللفلاحت اور الٰہ الخمر تھے
دیوتاؤں کے نام پر نذریں اور قربانیاں کی جاتی تھیں اس نذر و نیاز کا بیشتر حصہ غلہ اور شراب پر
مشتمل ہوتا تھا، عام طور سے فصلیں کٹنے کے موقعہ پر یہ رسمیں ادا کی جاتی تھیں، مراسم ادائیگی
کے بعد رنگ رلیوں کا دور چلتا تھا، جس میں عورت مرد، بچے بوڑھے اور جوان سب ہی شریک

ہوتے تھے، ہنسی دل لگی، مذاق تمسخر، پھکڑ بازی، طعن وطنز سب وشتم، برہنگی و بے راہ روی سب ہی کچھ ہوتا تھا، جس کو دنیا یا اہل مغرب آرٹ یا آزادیٔ فکر وخیال کے نام سے موسوم کرتے ہیں، مگر ہم اس کو اباحیت اور وحشت، بے حجابی اور بے حیائی سے تعبیر کرتے ہیں، جس کا سلسلہ مغربی اقوام میں آج تک کسی نہ کسی شکل میں باقی اور جاری ہے۔

دین رحمت یعنی اسلام آیا اور ابر کرم بن کر سارے عالم پر چھا گیا، برسا اور خوب برسا انواع واقسام کے حسنات وبرکات سے اس نے پیاسی دنیا کے خالی دامنوں کو بھر دیا۔

رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی　　ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی

اسلام نے ماقبل اسلام کے سارے ہی حالات ومسائل کا جائزہ لیا، اس پر نظر ثانی کی اس میں حسب ضرورت ترمیم وتصحیح اور حذف واضافہ کیا پھر ایک صاف شفاف، تعمیری اور افادی زندگی کا از سر نو آغاز کیا، دنیا خوب جانتی ہے کہ اسلام نے جہاں ساری دنیا کو نئی زندگی، نیا اسلوب اور نئی توانائی عطا کی وہیں گفتگو کا بھی نیا طریقہ، ظرافت اور مزاح کی نئی قسط جاری کی، یہ بھی خوب معلوم ہے کہ انیس دو جہاں چارہ سازِ بیکساں، جان بہاراں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو رب کائنات نے جوامع الکلم سے سرفراز فرمایا تھا، آپ اپنی عام باتوں سے مظلوم انسانیت کے زخموں پر مرہم رکھتے تھے، اور بیمار قلب وجگر کو راحت بخشتے تھے، تو آپ کی ظرافت اور مزاح سے بھرپور جملے کس قدر روح پرور اور جاں نواز ہوتے ہوں گے؟

ہنسی مذاق، ظرافت ومزاح صرف ایک علمی اور ادبی ہی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ سماجی اور معاشرتی ضرورت بھی ہے، انسان دنیا میں مختلف مسائل میں گھرا رہتا ہے، حالات و حادثات کا شکار رہتا ہے، ایسے میں اس کی فطرت تقاضا کرتی ہے کہ کبھی گھڑی دو گھڑی کے لئے اپنے ذہن کو بوجھ سے آزاد کرلے، اسی لئے وہ مزاح اور ظرافت کا سہارا لیتا ہے، جیسا کہ گذشتہ سطروں میں گذر چکا ہے، اس سے باہمی محبت اور الفت بھی بڑھتی ہے مساوات اور برابری کا اظہار بھی ہوتا ہے، دوسروں کو ایک لمحہ خوش کرنے کا موقع میسر آتا ہے، اسی لئے شریعت نے بھی مزاح کو جائز رکھا ہے، خود رہبر کامل پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم مزاح فرمایا کرتے تھے۔

حدیث کی کتابوں میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں مثلاً ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کی درخواست کی آپؐ نے فرمایا کہ میں اونٹنی کا دے سکتا ہوں، سائل نے عرض کیا کہ اونٹنی کے بچہ سے بھلا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہر اونٹ اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے" (ترمذی باب ماجاء فی المزاح)

آپ کی ذات گرامی سے شفقت اور خوش مذاقی کا مظاہرہ سے صحابہ کرامؓ میں بھی ہمت پیدا ہوتی تھی کہ آپس میں اور بسا اوقات آپ سے مذاق کر لیا کرتے تھے، مگر صحا آپ کے احترام کا پورا لحاظ رکھتے تھے، عوف بن مالک اُشجعیؓ اور حضرت عمرؓ وغیرہ سے آ کے سامنے ایسی گفتگو کرنا ثابت ہے جس سے ہنسی آئے، ماحول خوشگوار ہو جائے، البتہ ادب ہمیشہ ملحوظ رہتا تھا، موقعہ ومحل کا پاس ولحاظ ہر حال میں رکھا جاتا تھا، ظاہر ہے صحابہ کر سے بہتر مقام نبوت اور ذات قدسی صفات سمجھنے والا اور اس کا احترام کرنے والا اور کون ہو تھا؟ وہ لوگ حد سے تجاوز اور افراط وتفریط کو سخت ناپسند کرتے تھے، ظرافت، بذلہ سنجی اور تمس میں بہت فرق ہوتا ہے، اول الذکر سے جہاں تعلقات خوشگوار اور ماحول زعفران زار ہ ہے، وہیں ثانی الذکر سے دل آزاری، بدمذاقی بسا اوقات بدمزاجی کا اظہار ہوتا ہے جس اثرات مضر اور مہلک ہو سکتے ہیں۔

ظرافت اور مزاح کا استعمال نہایت ہوشمندی، ذہن ونظر کی بلندی اور قلب وج کی پاکیزگی کا تقاضا کرتا ہے، اس فن شریف کی مدد سے دلوں کو جوڑا جاتا ہے، کدورت ازالہ کیا جاتا ہے، اسی لئے ضروری ہے کہ صاحب قلم نوک قلم کی مدد سے افراد واقوام اعمال صالحہ اور جلیلہ کی تحسین کرے، ان کی توقیر میں اضافہ کرے نہ کہ تحقیر وتذلیل کا سام فراہم کرے، یہ بڑی پرخار وادی ہے، یہاں ہر دم یہ صدا آتی رہتی ہے۔

خرام بلکہ مخرام
زیر قدمت ہزار جان است

لعن طعن، سب وشتم، اباحیت اور برہنگی سے لازمی طور پر پرہیز کرنا چاہئے، د آزاری ودل شکنی، گناہ عظیم ہے، ایک کامیاب مزاح نگار اور پسندیدہ مزاح گو فنکار وہی

جو صداقت کا علمبردار ہوتا ہے، خلوص وشفقت کا پیغامبر ہوتا ہے، اس کے ہر لفظ سے خلوص، ہمدردی اور سنجیدگی کا اظہار ہوتا ہے،، اس کی گفتگو سے زیر لب تبسم پروان چڑھتا ہے، قہقہے فضاؤں میں گونجنے لگتے ہیں، وہ خود بھی ہنستا ہے اور دوسروں کو بھی ہنساتا ہے، وہ زبان وبیان کا اداشناس ہوتا ہے، لفظوں کے بان چلاتا ہے اپنے معصوم انداز بیان سے شکار کرتا ہے۔

اسلام اور اور علماء اسلام کی یہ خوبی رہی ہے کہ انھوں نے زندگی کے تمام ہی مسائل کا سامنا کیا ہے اور انکا شافی وکافی حل پیش کیا ہے، مسائل سے فرار انکی شریعت میں کفر کے مصداق رہا ہے، اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے، خواہ وہ زندگی کا کوئی بھی گوشہ ہو اور صاحبان فکر ونظر کیلئے شعور وآگہی کا وافر سامان فراہم کر دیا ہے، مذاق اور دل لگی بھی ایک نازک لطیف اور حساس فن ہے، اسکے محاسن ومعائب ہیں اسکے حدود اور مصالح ہیں، فوائد اور مضرات بھی ہیں۔

ضرورت تھی کہ کوئی صاحب قلم اس موضوع پر بھی قلم اٹھاتا اور دلچسپ موضوع پر جسے لوگ بالخصوص دیندار طبقہ شجرۂ ممنوعہ سمجھتا ہے، عوام الناس کے لئے رہنمائی فراہم کرتا، بڑی خوشی کی بات ہے کہ عزیز گرامی قدر، فاضل صالح مولانا سید **محمد ضیاء الدین** مظاہری ایم، اے (عربی، اردو) نے حسب دستور سابق اس موضوع پر قلم اٹھایا اور حق تو یہ ہے کہ انھوں نے دینی واخلاقی نقطہ نظر سے اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے، ان کا حسن نیت اور اخلاص عمل اس تحریر سے بخوبی واضح ہے، اب تو وہ ایک کہنہ مشق قلم کار، صاحب طرز ادیب اور عالم باعمل ہیں، اس سے پہلے ان کی اور کئی تصانیف اہم علمی اور دینی موضوعات پر شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں، پیش نظر کتاب "مذاق اور دل لگی" کا موضوع بظاہر ایک ادبی ولسانی اور فنی دلچسپی کا موضوع ہے مگر اسلامی ادبیات میں اس موضوع پر نسبتاً کم مواد اور معلومات ملتی ہیں، تاہم مصنف نے اس تصنیف لطیف کے ذریعہ اس خلاء کو پر کرنے کی کوشش کی ہے اور اس تحریر دل پذیر کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کر کے انھوں نے گویا کہ زہر کو تریاق بنا دیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اہل دین کچھ تو اس موضوع کو غیر سنجیدہ سمجھتے ہیں اور سوچتے ہیں بھلا

یہ بھی کوئی موضوع ہے کام کرنے کا اور کچھ لوگ نازک اور پر خطر سمجھتے ہوئے اس کو ہاتھ نہیں
لگاتے ہیں کہ کہیں پھوہڑ پن اور بد مذاقی کا الزام نہ آجائے، چنانچہ " فلیضحکوا قلیلا
ولیبکوا کثیرا " کے عمومی تصور کو مدنظر رکھتے ہوئے یہی تعلیم دیتے ہیں کہ ہمیشہ با اد
باملاحظہ ہوشیار رہو، نظروں کا اٹھانا بھی یہاں بے ادبی ہے، لیکن پیش نظر کتاب کے مطا
سے اس راستے کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں، موضوع کی اہمیت اور ضرورت وا
ہو کر سامنے آجاتی ہے۔

مزاح وظرافت کی اہمیت، اس کے فائدے مذاق اور دل لگی کے دائرے، اس
احکامات، اس کی دینی اور فقہی حیثیت وغیرہ وغیرہ سے یہ کتاب تفصیلی بحث کرتی ہے ا
نہایت قیمتی معلومات فراہم کرتی ہے اور قاری پر یہ نقش چھوڑنے میں کامیاب رہتی ہے ک
ایک مومن کامل وہ ہے جو خوش مزاج اور خوش مذاق ہو جسکو دیکھ کر فرحت اور مسرت کا احسا
ہو نہ کہ وحشت کی فضا قائم ہو جائے۔

مولانا ضیاء الدین مظاہری ہمارے شکریہ اور سپاس کے مستحق ہیں کہ اس پر آشوب
دور میں اسباب و وسائل کی قلت حالات و مسائل کی بہتات کا سامنا کرتے ہوئے انھو
نے زندگی کے بے آب و گیاہ صحراء میں ہمارے لئے باد نسیم کے ایک خوشگوار جھونکے کا انتظا
کر دیا ہے اور وحشت و دہشت کی ماری دنیا کے لئے اسلامی نقطہ نظر سے خوش رہنے او
مسکرانے کا ایک غنیمت موقع فراہم کر دیا ہے۔

(مولانا ڈاکٹر) پروفیسر شبیر احمد ندوی (صاحب)
شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

۲۱ر شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ۔ مطابق ۱۳ راگست ۲۰۰۹ء

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلاة والسلام على سيد المرسلين و امام المهتدين وقدوة الصالحين سيدنا و حبيبنا محمد بن عبد الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم تسليماً كثيراً. ورضى الله عن اصحابه الكرام اعلام الهدى و مصابيح الظلام و من تبعهم باحسان الى يوم الدين. اما بعد.

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی جبکہ دنیا میں رہنے والے اپنے خالق و مالک کو یکسر بھول گئے تھے۔ دینِ حنیف کے نام لیوا اور شاہراہِ حق پر چلنے والے بہت ہی کم رہ گئے تھے، خاندانوں اور افراد کی باقی ماندہ اقدار کو تار تار کیا جا چکا تھا، حق و باطل کا امتیاز مٹ چکا تھا، ہر جگہ برائی اور ظلم نے اپنا سکہ جما لیا تھا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی دعاء ”ربنا وابعث فيهم رسولاً منهم“ (اے ہمارے رب بھیج تو ان میں ایک رسول انہیں میں سے) کو عملی جامہ پہنایا اور محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دینِ حنیف کا پرچم دے کر مبعوث فرمایا اور خالقِ کائنات نے خود یہ اعلان فرما دیا کہ ”ان الدين عند الله الاسلام“ (بیشک دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے) آج سے پہلے دین کے نام پر جو بھی چیز تھی وہ سب منسوخ، اب تو دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔

یہ دین اسلام ایسا سر بلند ہوا کہ اللہ جل شانہ نے اپنے اس اعلان ”الیوم أكملت

لکم دینکم و أتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً"(میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور اسلام کو تمہارے لئے بطور دین کے پسند کر لیا) کے ذریعہ ایک طرف دین کے مکمل ہونے کا اعلان کر دیا دوسری طرف دنیا میں پائے جانے والے تمام ادیان کو باطل قرار دیا اور یا دین میں کسی طرح کی کمی کی پورے طور سے واضح طور پر نکیر فرمادی۔

اسلام وہ دین ہے جس نے زندگی کے کسی گوشے کو تاریک نہیں چھوڑا، جس اندر پیدائش سے لے کر جوانی تک اور شباب سے لے کر بڑھاپے تک اور مہد سے کر لحد تک، زندگی کے تمام پیچ وخم، نشیب وفراز ہر حالت، اور راہ زندگی کے ہر موڑ لئے واضح ہدایات، روشن نشانات اور فطری قوانین موجود ہیں۔ انسان حس رکھنے والا ہے جس کی زندگی کے اس طویل سفر میں سرد و گرم اور راحت وکلفت کے ہر طرح کے مو آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:"انه هو أضحک و أبکی"(وہی ہنساتا رلاتا ہے) اسی نے ہنسنے یعنی خوشی کے موقع کی بھی تعلیم بتلادی اور اسی نے رونے رنج وغم، کرب وملال کے وقت اس سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ بھی بتلایا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اسلاف کی پاکیزہ زندگیوں میں اس کے عملی نمو موجود ہیں جس کو آپ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

زیر نظر کتاب ایک عربی رسالہ"المزاح فی الاسلام" مصنفہ حسن عبد الغنی ابو غ بنیاد بنا کر تالیف کی گئی ہے۔ اس میں آئی ہوئی تمام احادیث اور نصوص کو اصل کتاب دئے ہوئے حوالوں پر اعتماد کرتے ہوئے رقم کر دیا گیا ہے البتہ کہیں کہیں مراجع کی ط بھی رجوع کیا گیا ہے۔ میرے سامنے جب یہ کتاب گذری تو ہمیں یہ احساس ہوا ک کے اس بے راہ روی کے دور میں ہماری زبانوں سے ہمہ وقت زیبا اور نازیبا کلمات بطو

مذاق کے نکلتے رہتے ہیں اور ہمیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ہمارے اس قول سے ہم اسلامی قانون کے رو سے کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں اور آپس کا یہ ہنسی مذاق ہمارے لئے وبال جان بھی بن سکتا ہے اس لئے شدت سے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے حضرت والد صاحب کے زیر نگرانی اس پر کام کرنا شروع کر دیا جو بحمد اللہ تعالیٰ آج آپ کے ہاتھوں میں ایک کتاب کی شکل میں موجود ہے۔

کتاب چھ فصلوں اور خاتمہ پر مشتمل ہے، اس سے انشاء اللہ تعالیٰ پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے میں آسانی ہوگی۔

(۱) پہلی فصل — اس فصل میں مذاق کی اور مذاق سے ملتے جلتے الفاظ کی تعریف ذکر کی گئی ہے جو قرآن و حدیث اور لغت نیز علماء کی دیگر کتابوں سے ماخوذ ہے۔

(۲) دوسری فصل — اس فصل میں مزاح کا حکم اس کے دلائل اور ضابطے اور مذاق کرنے کے مقاصد نیز مزاح کی قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

(۳) تیسری فصل — اس میں مزاح مشروع کی قسمیں اور اس کے ممنوع ہونے کے دلائل اور بعض واقعات جو اسلاف سے منقول ہیں۔

(۴) چوتھی فصل — اس میں مزاح ممنوع اور اس کی قسمیں اور اس کے ممنوع ہونے پر دلیلیں مثالوں کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔

(۵) پانچویں فصل — اس میں مذاق کرنے والے کے تصرفات کے فقہی اور قانونی آثار اور نتائج مثلاً نکاح و طلاق وغیرہ جیسے احکام کا بیان ہے جو بطور مذاق کرنے سے بھی نافذ ہو جاتے ہیں۔

(۶) چھٹی فصل اس میں اسلام کے قرون اولیٰ میں مذاق کرنے والے بعض
حضرات کے واقعات اوران کے تذکرے بیان کئے گئے ہیں

خاتمہ اس میں موضوع کے اہم مضامین اور اس کے نتائج بطو
خلاصہ کتاب کے ذکر کئے گئے ہیں۔

آخر میں اپنے تمام کرمفرماؤں کا شکریہ ادا کرنا واجب سمجھتا ہوں خاص طور
حضرات والدین مکرمین دامت فیوضہما واطال اللہ عمرہما کا جو میرے لئے مثل شمس وقمر
جن سے روشنی کی نہیں جاتی بلکہ خود بخود ہو جاتی ہے اور جن سے ایک عالم بلا ارادہ مستف
ہوتا ہے (جس وقت میں یہ تحریر رقم کرر ہا ہوں حضرت والد صاحب حج مبرور کے مبارک
پر مکۃ المکرّمۃ میں بیت اللہ شریف کے جوار میں قیام پذیر ہیں) اور اپنے مشفق ومکرم ا
جناب مولانا ڈاکٹر پروفیسر شبیر احمد صاحب ندوی کا جنھوں نے اپنے وقیع کلمات کے ذر
کتاب کو وقعت بخشی اور میرے اندر حوصلہ اور جذبہ عمل پیدا کیا اور برادران عزیزانم مولانا سید
عمادالدین سعد مظاہری ایم، اے۔ مولوی حافظ سید محمد راشد، مولوی حافظ سید محمد زید، مول
حافظ سید محمد اشرف سلمہم اللہ تعالیٰ کا جو ہمارے دست راست اور قوت وبازو ہیں اور عزیز بہنو
جو ہمہ وقت ہم سب کیلئے دست بدعا رہتی ہیں اور رفیقۂ حیات کا جو میرے لئے حوصلہ افزا
باعث ہیں اور اپنے مخلص رفیق مولانا سید حمید حسن قاسمی فتحپوری کا جو ہمارے صدیق لبیب ہی

لیجئے اب آپ ہیں اور آپ کا بے ضرر اور مخلص دوست........

سید محمد ضیاء الدین مظاہری
بن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظا
۲۰ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی فصل

مزاح اور اس سے ملتے جلتے الفاظ کی تعریف

اس فصل میں دو بحثیں ہیں:

① مزاح کی تعریف

② مزاح سے ملتے جلتے الفاظ کی تعریف

مزاح کی تعریف

① مزاح کی لغوی تعریف:۔

مزاح کے لغوی معنی خوش طبعی اور ہنسی مذاق کرنے کے ہیں اور یہ "جِد" یعنی سنجیدگی کی ضد ہے۔

مازحہ مِزاحاً، میم کے کسرہ کے ساتھ باب مفاعلت کا مصدر ہے۔ جس کے معنی ہیں "باہم ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا"۔

مزح مُزاحاً و مُزاحةً، میم کے ضمہ کے ساتھ ثلاثی مجرد کا مصدر ہے "ایک طرفہ ہنسی مذاق کرنا" اور "مِزاح" اور "ممازحة" دونوں باب مفاعلت کے مصدر ہیں اور "مُزاح و مُزاحةً" میم کے ضمہ کے ساتھ دونوں "مَزَح" ثلاثی مجرد کے اسم مصدر ہیں اور مصدر "مَزْحٌ" ہے۔

اور بہت سے علمائے متقدمین نے "مُزاح" کو ضمہ (پیش) ہی کے ساتھ ضبط کیا

ہے کیونکہ وہ ثلاثی مجرد کا اسم مصدر ہے اور مجرد مزید فیہ سے اولیٰ ہوتا ہے۔ لیکن زَبیدی رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجرد ثلاثی کے دونوں اسم مصدر مزاح اور مُزاحہ میں سے مِزاح کو
کے کسرہ (زیر) کے ساتھ بروزن "قِتال" اور مَزاحة کو میم کے فتحہ (زبر) کے ساتھ بروزن
"كَرَامَة" بھی ضبط کیا گیا ہے۔

واحد کو "مازح" اور مبالغہ کے لئے "مزّاح" کہا جاتا ہے۔ زَبیدی رحمۃ اللہ
کہتے ہیں کہ "مُزَح" اس شخص کو کہتے جو طبیعت کا ثقیل اور بد مزاج نہ ہو۔

بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مزاح "زِحت الشئی من موضعه وازحته
عنه" (چیز اپنی جگہ سے ہٹ گئی اور میں نے اس کو ہٹا دیا) سے مشتق ہے۔ اور وجہ یہ ہے
مزاح کی وجہ سے وہ سنجیدگی سے ہٹ جاتا ہے، مگر قیومی نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے
لئے کہ "مزاح" اور "زوح" کی اصل اور مادّہ الگ الگ ہے اور کسی کلمہ کا اشتقاق اس کلمہ
نہیں ہوتا جو اصول میں اس کے مغائر ہو۔

اس تفصیل کے بعد میں کہتا ہوں کہ میں "مِـزاح" کو کسرہ ہی کے ساتھ پڑھنے
بوجوہ ذیل ترجیح دیتا ہوں:۔

اولاً اس لئے کہ مزاح کا میم کے کسرہ کے ساتھ بولنا بہ نسبت ضمہ کے ساتھ بولنے
زیادہ آسان ہے۔

ثانیاً اس لئے کہ فی الوقت اکثر لوگ کسرہ کے ساتھ ہی بولتے ہیں۔

ثالثاً اس لئے کہ لغت میں میم کے کسرہ کی ایک وجہ موجود ہے جیسا کہ زَبیدی کا
ذکر کیا ہے۔

(۲) مزاح کی اصطلاحی تعریف:۔

مزاح کی اصطلاحی تعریف بھی وہی ہے جو لغوی تعریف ہے یعنی ہنسی مذاق

خوش طبعی کرنا یہ سنجیدگی کی ضد ہے۔اور بعض اہل علم نے اس کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے:۔

"المباسطة الى الغير على وجه التلطف والاستعطاف دون أذية" (لطف ومہربانی اور شفقت کے طور پر کسی سے بے تکلفی کے ساتھ کھل کر باتیں کرنا بغیر اس کے کہ اذیت اور تکلیف پہنچے)

لیکن اس تعریف پر مجھے یہ اشکال ہے کہ یہ مطلق مزاح پر منطبق نہیں ہے بلکہ مزاح کی صرف مشروع قسموں پر ہی اس کا انطباق ہورہا ہے۔حالانکہ مزاح مطلق کے اور بھی اقسام ہیں جن کی تفصیلات انشاء اللہ آئندہ آئیں گی ،لہٰذا مزاح اصطلاحی فقہی کی تعریف اس طرح ہوسکتی ہے کہ:

"هو قول أو فعل يريد به صاحبه مداعبة غيره ، مشروعاً كان أو ممنوعاً" (مزاح ایسا قول یا فعل ہے جس کے ذریعہ مزاح کرنے والا دوسرے کے ساتھ خوش طبعی اور دل لگی کرنا چاہتا ہو خواہ وہ — مذاق — شرعاً جائز ہو یا ممنوع)۔

مزاح سے ملتے جلتے الفاظ کی تعریف:۔

اس بحث وتحقیق کے درمیان کچھ ایسے الفاظ بھی سامنے آئے جن میں مزاح کے معنی پائے جاتے ہیں اور حکم شرعی کے موافق ہیں ایسے الفاظ قرآن وحدیث اور لغت کی کتابوں نیز علماء متقدمین کی کتابوں میں آئے ہوئے ہیں۔میں نے ان الفاظ کو یہاں پر جمع کردیا ہے۔

(۱) الاحماض: "أحمض" کا مصدر ہے(دلچسپ گفتگو میں مشغول ہونا)اس کی اصل یہ ہے،عرب کہتے ہیں:"أحمضت الماشية" (جانوروں کا نمکین وکڑوے پودوں کا چرنا)

جب کوئی جانور کسی میٹھی چیز کو زیادہ کھالیتا ہے تو اس کے اندر نمکین اور کڑوی چیز کی رغبت ہو جاتی ہے اور وہ چیز اس جانور کیلئے ایسی ہی ہوتی ہے جیسے انسان کے لئے پھل اور میوہ۔

اور جیسے: "أحمض القوم" (یعنی لوگوں نے خوب خوب لطف و مزہ اور انسیت گفتگو کی)

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اپنے ہمنشینوں سے فرمایا کرتے تھے "أحمضوا رحمکم اللہ" یعنی "خذوا فی المفاکهات" (کچھ خوش طبعی اور دل لگی کی باتیں کرلو)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اصحاب اور شاگردوں سے جب وہ درس سے اکتا جاتے تو فرماتے: "حمِّضونا و میلوا الی الفاکهة و هاتوا من أخبار العرب فان النفس تمل کما تمل الأبدان" (اب کچھ خوش طبعی کی باتیں کرو، عرب کے واقعات قصے بیان کرو اس لئے کہ نفس اور ذہن بھی اسی طرح تھک جاتا ہے جس طرح جسم تھک جاتا ہے)

حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے جب حدیث کے متعلق سوال کیا جاتا تو فرماتے "أحمضو و اخلطوا الحدیث بغیره حتیٰ تنفح النفس" (کچھ خوش طبعی کی باتیں کرلو حدیث کے علاوہ کچھ اور بھی گفتگو کرلو تاکہ جی کھل جائے) ظاہر ہے کہ "أحماض" (خوش طبعی) بھی مزاح مشروع کی ایک قسم ہے۔

(۲) الانبساط: "انبسط" کا مصدر ہے، خوش ہونا، بے تکلف ہو جانا، کشادہ ہونا، ناراضگی اور تکلف کو چھوڑ دینا۔ یہ تنگ دلی اور بد دلی کی ضد ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں "باب الانبساط الی الناس" عنوان سے باب قائم فرمایا ہے، اس کی شرح میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

" فیه اشارة الی مشروعیة الانبساط مع الناس و کان النبی صلی اللہ علیه وسلم ینبسط الی الناس و الصبیان و یداعبهم و یمازحهم " (اس میں

ہے لوگوں کے ساتھ خوش مزاجی کرنے کی مشروعیت کا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں اور بچوں کے ساتھ کشادہ رو ہوتے تھے اور ان سے خوش طبعی اور مزاح بھی فرمایا کرتے تھے) ابن مفلح نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔

③ الدُّعابة: "دُعابۃ" دال کے ضمہ کے ساتھ اور عین کے فتحہ کے ساتھ اور "دَعب" دال کے فتحہ اور عین کے جزم کے ساتھ دونوں فعل ثلاثی "دَعَبَ" کے مصدر ہیں۔ مزاح کرنا، خوش طبعی کرنا، ہنسی مذاق کرنا۔ داعب اسم فاعل کا صیغہ ہے "دعّاب" اسم مبالغہ کا صیغہ ہے، بہت ہنسی مذاق کرنے والا۔ بعض لوگوں نے مزاح اور مداعبہ میں یہ فرق کیا ہے کہ مزاح وہ ہے جس میں سنجیدگی اختیار کرنے سے غصہ آجائے اور مداعبہ وہ ہے جس میں سنجیدگی اختیار کرنے سے غصہ نہ آئے۔

اس سلسلہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: "یا رسول الله صلى الله عليه وسلم انک تداعبنا ؟ قال : انی لا أقول الا حقاً" (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم لوگوں سے خوش طبعی فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حق ہی کہتا ہوں)۔

روایت کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو لے کر کھیلتے تھے اور ان سے خوش طبعی فرماتے تھے۔

④ الضحک: "ضحک" ضاد کے فتحہ اور اور حاء کے کسرہ کے ساتھ ہنسنا، تبسم (یعنی مسکراہٹ) ہنسنے کی ابتداء ہے۔ تبسم کے اندر چہرہ پر خوشی ظاہر ہوتی ہے اور بسا اوقات دانت بھی دکھائی دینے لگتے ہیں اگر اسی ہنسنے میں کچھ آواز نکل آئے جس کو صرف ہنسنے والا خود ہی سنے کوئی دوسرا نہ سن پائے تو اس کو ضحک کہتے ہیں اور اگر دوسرا شخص بھی آواز سن لے تو اس کو "قہقہ" کہتے ہیں۔

ہنسنا انسان کی خصوصیات میں سے ہے جو اس کو جانوروں سے ممتاز کر دیتی ہے۔ کسی تعجب کی چیز سے آدمی کو ہنسی آجاتی ہے اور تعجب غور وفکر کا بھی سبب ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''ان اللّٰہ تعالیٰ أضحک و بکی'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ہنسنے اور رونے (کی صفت) کو پیدا کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول میں آیت '' و أنه هو أضحک و أبکی '' کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی موقعوں پر تبسم فرمایا ہے اور ہنسے بھی ہیں۔ بعض دفعہ آپ کا تبسم اور ضحک مزاح اور دل لگی کے لئے بھی ہوتا تھا جس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے موقع پر آئے گا۔

⑤ الطُرْفة: طاء کے ضمہ اور راء کے سکون کے ساتھ، دلچسپ بات، نئی عمدہ چیز، یہ اسم مصدر ہے اس کی جمع 'طُرَف'' ہے جیسے ''غرفة'' اور ''غُرَف'' کہا جاتا ہے ''رجل طریف'' انوکھا اور شاندار آدمی۔

ایک صحابی تھے زاہر بن حرام بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب حاضر ہوتے تو کوئی نئی چیز ہدیہ میں پیش خدمت کرتے، وہ کسی روز آئے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے بازار میں پایا، وہ سامان تجارت کی خرید وفروخت کر رہے تھے، وہ اس دن ابھی تک بارگاہ رسالت میں حاضر نہ ہوئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیچھے سے اپنے دونوں بازوؤں سے آغوش میں لے لیا تو وہ کہنے لگے ''أرسلنی من هذا؟'' (چھوڑو مجھے، کون ہے یہ؟) پھر انھوں نے مڑ کر دیکھا تو پہچان گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمانے لگے ''من یشتری العبد؟'' (اس غلام کو کون خریدے گا؟) انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ — صلی اللہ علیہ وسلم — تب تو آپ بخدا مجھ کو گھٹیا مال پائیں گے جس کی بازار میں کوئی مانگ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لکنک

عند الله لست بكاسد ، أوقال : لكن عند الله انت غالٍ "(لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو تم گھٹیا نہیں ہو، یا یہ فرمایا کہ لیکن اللہ تعالی کے نزدیک تو تم بہت قیمتی ہو)۔

(٦) الفُكاهة: فاء کے ضمہ اور کاف کے فتحہ کے ساتھ، خوش طبع ہونا، مزیدار ہونا فعل "فكه" از باب سمع کا اسم مصدر ہے اور مصدر "فكاهة" فاء اور کاف کے ساتھ ہے۔ اور "رجل فكه" کے معنی ہیں دلچسپ، پرلطف اور بہت دل لگی کرنے والا۔ اور "مفاكهة" کے معنی ہیں مذاق اور دل لگی کرنا۔ مزاح اور مذاق کو "فُكاهة" اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے اہل تعلق خوش اور لطف اندوز ہوتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "كان النبي صلى الله عليه وسلم من أفكه الناس مع الصبيان "(نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ بچوں کے ساتھ خوش طبعی فرمانے والے تھے)

(٧) المُلاعبة: میم کے ضمہ اور عین کے فتحہ کے ساتھ، "لاعبة" باب مفاعلت کا مصدر ہے، کسی کے ساتھ کھیلنا، اٹکھیلیاں کرنا۔ "لَعِبَ" کے معنی ہیں کھیل۔ کہا جاتا ہے "لاعب الصبي" وہ بچہ کے ساتھ کھیلا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری شریف میں "باب من ترك صبية غيره حتى تلعب به أو قبلها أو مازحها "(ایسے شخص کا بیان جو بچی کو چھوڑ دے کہ وہ دوسرے کے ساتھ کھیلے کودے یا وہ اس کو چومے اور اس سے ہنسی دل لگی کرے) کا باب قائم فرمایا ہے۔ پھر اس ضمن میں احادیث نقل فرمائی ہیں۔ ابن حجر اور عینی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما نے حدیث کی شرح بیان فرمائی ہے جس میں ہے کہ "ان ابنة الصحابي خالد بن سعيد - رضي الله عنه- ذهبت تلعب بخاتم النبوة في جسد النبي صلى الله عليه وسلم فزجرها ابوها ،فقال النبي صلى الله عليه وسلم : دعها ،ثم مازحها ..."(حضرت خالد بن سعید صحابی کی بچی نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو اس کے والد نے اس کو تنبیہ فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، پھر آپ اس سے ہنسی فرمانے لگے)۔

ایک دوسرے مقام پر علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: "یا رسول الله -صلی الله علیه وسلم - انک تلاعبنا ؟ قال : انی لا أقول الا حقا" (اے اللہ کے رسول —— صلی اللہ علیہ وسلم —— آپ ہم لوگوں سے خوش طبعی اور ہنسی فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا ہوں)۔

اور کتاب "التراتیب الاداریۃ" میں "ملاعبة الامام أقاربه الصغار" کا ایک عنوان ہے جس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹوں عبد اللہ اور عبید اللہ اور کُثَیِّر کی صف بندی فرماتے اور ان سب میں دوڑ کا مقابلہ فرماتے۔

(۸) المَرَح: میم اور راء کے فتحہ کے ساتھ "مَرِح" از باب سمع کا مصدر ہے اور "المِراح" بکسر میم اسم مصدر ہے۔ سبک روح ہونا، غایت درجہ مسرور ہونا۔ "مَرِح" خوشی سے پھول جانا، خوشی سے اترانا، کہا جاتا ہے "هو تلعابة تمراحة" وہ بہت کھلاڑی اور مذاقیہ ہے۔

(۹) النکتة: نون کے ضمہ کاف کے جزم اور تا کے فتحہ ساتھ، نکت کا اسم مصدر ہے۔ باریک چیز میں غور وفکر کرنا جس سے قلب میں اثر پیدا ہو۔ اس کی جمع "نُکت" نون کے ضمہ کے ساتھ اور "نِکات" نون کے کسرہ کے ساتھ ہے، یہ نکت الارض سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں زمین میں لکڑی سے کریدنا۔

نکتہ، نکات اور نکت عوام میں معروف ہے، یہ مزاح کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے، بسا اوقات لوگ اس کے لئے جشن کا انعقاد کرتے ہیں جس کو "کامیڈی" کہتے ہیں، وہاں لوگ جمع ہوتے ہیں اور ایکٹرس اپنی حرکتوں اور باتوں سے لوگوں کو لطف اندوز کرتے ہیں۔

(۱۰) الھَزْل: ہاء کے فتحہ اور زاء کے سکون کے ساتھ، "ہزل" کا مصدر ہے،

مذاق کرنا، غیر سنجیدہ کلام کرنا۔

جرجانی کے نزدیک ہزل یہ ہے کہ لفظ سے اس کا معنی مراد نہ ہو، نہ حقیقی معنی اور نہ مجازی۔

ابن عابدین ہزل کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "ان یراد بالشئی مالم یوضع له ولا ما صح له اللفظ استعارۃ" (ایسی چیز مراد لینا جس کے لئے وہ وضع نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی اس لفظ کو وہاں استعارۃً استعمال کرنا صحیح ہو)۔

قلیوبی اور عمیرہ اس کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں: "قصد اللفظ دون معناه و آثاره" (لفظ کا ایسے مفہوم کے لئے استعمال کرنا جو نہ اس کا معنی ہو اور نہ اس کے آثار ونتائج میں سے ہو)۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اس وقت ہے، جب کہ مزاح یا ہزل قولاً ہو۔ فقہاء کرام مزاح کرنے والے کو کبھی ہازل، لاعب اور متماجن کے الفاظ سے تعبیر فرماتے ہیں۔

فقہاء نے مزاح کے فقہی آثار اور مختلف مواقع میں اس کے نتائج سے بحث فرمائی ہے کہ مجلس قضاء (یعنی عدالت) میں قاضی یا فریق کے مزاح کا حکم کیا ہے؟ اور یہ کہ مذاق کرنے والے کے تصرفات کا حکم، نکاح، طلاق، رجعت، خرید وفروخت، اقرار اور تمام مالی اور غیر مالی عقود میں کیا ہے؟ اور یہ کہ ایسے مزاح کا اثر اور حکم کیا ہے، جو بظاہر کفر اور ارتداد کے معنی رکھتے ہوں؟ ان سب کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ اپنے اپنے مقام پر آئے گا۔

یہاں پر مزاح کے موضوع سے متعلق الفاظ اور اصطلاحات کی بحث ختم ہوتی ہے۔

واللہ ہو الموفق للصواب

دوسری فصل

مزاح کا حکم اور اس کے دلائل وضوابط اور اغراض ومقاصد

مزاح پر اس علمی تحقیق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مزاح کی دو قسمیں ہیں۔

① مزاح مشروع (یعنی جو شریعت میں جائز ہے)

② مزاح ممنوع (یعنی جو شرعاً ناجائز ہے)

بہت سی آیات اور احادیث مبارکہ اور آثار واقوال اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اصل مزاح شرعاً جائز ہے اور اہل علم کے اقوال کی تلاش وجستجو سے پتہ چلتا ہے کہ اس سلسلہ میں ان کے دو قول ہیں:

① ایک یہ کہ اصل مزاح مندوب ہے۔

② دوسرے یہ کہ مزاح کی اصل مباح ہے۔

درج ذیل دو بحثوں میں اس کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

۱ پہلی بحث:

اصل مزاح مشروع مندوب ہے اور اس کے دلائل۔

بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ اصل مزاح مشروع کا حکم یہ ہے کہ وہ مندوب اور مستحب ہے اس شرط کے ساتھ کہ مذاق میں حد سے تجاوز نہ ہونے پائے۔ یا اتنا مزاح نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی

یاد سے غافل کردے یا اتنا زیادہ ہو جائے جس کا انجام تکلیف وایذاء، حقد وکینہ، غیبت اور چغلخوری تک پہنچ جائے۔

یہی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قولوں میں سے ایک قول ہے، اور اسی کے قائل غزی شافعی متوفی ۹۸۴ھ ہیں جو کتاب "المرح فی المزاح" کے مصنف ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"وہ مذاق جو شریعت میں منع ہے وہ ہے جس میں حد سے زیادتی ہو اور جو برابر کیا جاتا رہے اس لئے کہ یہ ہنسنے اور دل کی سختی کا سبب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دین کی باتوں میں غور وفکر سے روک دیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اکثر دوسرے کو اذیت پہنچ جاتی ہے اور حقد وکینہ پیدا کر دیتا ہے اور رعب و وقار کو ختم کر دیتا ہے۔ اور جو مذاق ان چیزوں سے پاک ہو تو وہ مباح اور جائز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نادر حالات ہی میں کسی مصلحت کی وجہ سے یا مخاطب کا جی خوش کرنے اور اس کو مانوس کرنے کے لئے مزاح فرمایا کرتے تھے، اور اس طرح کے مذاق سے قطعاً کوئی مانع نہیں ہے بلکہ جب اس طرح کا مزاح ہو تو وہ سنت مستحبہ ہے"

اور غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"مجھ سے بہت پہلے مزاح کے بارے میں سوال کیا گیا تھا کہ کون سا مزاح مکروہ اور کونسا مباح ہے؟ تو میں نے جواب دیا تھا کہ بھائیوں، دوستوں اور احباب کو آپس میں مزاح کرنا مندوب ہے کیونکہ اس سے دل کو راحت اور انسیت حاصل ہوتی ہے جو کہ مطلوب ہے بشرطیکہ اس میں نہ کسی پر تہمت ہو، نہ غیبت ہو اور نہ ایسا انہماک ہو جس سے وقار ہی جاتا رہے"

اصل مزاح مندوب ہونے کے قائلین کے دلائل:۔

مذکورہ دونوں اقوال میں غور وفکر کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کے

قائلین نے اپنی بات کو مدلل کرنے کے لئے دو طرح سے دلیل عقلی پیش کی ہے۔

(۱) پہلی یہ کہ مزاح میں مصلحت اور اس سے دل کو راحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور نفس کی تکان ختم ہو کر چستی اور تازگی آجاتی ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ کہ مزاح سے بھائیوں، دوستوں اور احباب کے درمیان انسیت اور تعلق پیدا ہوتا ہے جو کہ مطلوب ہے۔ اور نفس میں ایک فرحت پیدا ہوتی ہے۔

مزاح کے مندوب ہونے کے قائلین کے دلائل پر مناقشہ:۔

مذکورہ بالا دلائل پر تین وجوہ سے بحث ہو سکتی ہے:۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ کسی چیز کا مستحب اور مندوب ہونا ایک شرعی حکم ہے جس کا قائل ہونا کسی صحیح دلیل پر موقوف ہے۔ اور ان دونوں حضرات نے کوئی صحیح دلیل شرعی بیان نہیں کی بلکہ اس سلسلہ میں جو کچھ آیا ہے اس سے صرف اباحت معلوم ہوتی ہے نہ کہ مندوب واستحباب۔ جیسا کہ آگے آئے گا اور علما کے نزدیک یہ امر ثابت اور مشہور ہے کہ شریعت کے پانچوں تکلیفی احکام (فرض، واجب، سنت، مباح، حرام) میں سے کوئی بھی حکم بغیر کس دلیل شرعی کے ثابت نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا وہ نا قابل التفات ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر اصل مزاح مشروع مندوب ہوتا تو ضرور اکثر سلف رحمہم اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں اقوال مشہور ہوتے لیکن ایسا نہیں ہے۔ البتہ یہ منقول ہے کہ بعض سلف مزاح کی طرف بالکل مائل ہی نہ تھے جیسا کہ آگے آئے گا۔ اور اگر مزاح مندوب ہوتا تو وہ ضرور اس پر عمل کرتے لہٰذا یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ مباح ہے اور مکلّف شخص کو اختیار ہے کہ چاہے تو خوش طبعی کرے اور نہ چاہے تو نہ کرے۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ دل میں فرحت اور انسیت پیدا کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مزاح مندوب اور مستحب ہی ہو بلکہ یہ چیزیں تو مزاح کو مباح مان کر بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔

دوسری بحث:

اصل مزاح مشروع مباح ہے اور اس کے دلائل:۔

اکثر علماء کا خیال ہے اور یہی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قولوں میں سے ایک قول ہے کہ ”اصل مزاح کا حکم شرعی اباحت ہے نہ کہ ندب، اور اگر مذاق کرنے والا خوش طبعی کرنے میں حق کی رعایت کرے اور سچ کا دامن نہ چھوڑے، فحش باتوں سے اجتناب کرے اور ہنسی مذاق کو اپنی عادت ہی نہ بنالے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور یہی بعض صحابہ اور تابعین اور سلف کی ایک جماعت سے مروی ہے اور اس بارے میں ان کے واقعات اور قصے بھی منقول ہیں جو اپنے اپنے مقام پر انشاء اللہ تعالیٰ آئیں گے۔

اصل مزاح کے مباح ہونے کے بارے میں قرآن واحادیث نیز صحابہ وسلف کے اقوال میں بہت سے دلائل موجود ہیں جن کو بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) قرآن کریم سے دلائل:۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”و أنه هو أضحک و أبکی“ (اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے) یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ہنسنے اور رونے کو پیدا کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری شریف میں ”باب التبسم و الضحک“ کا باب قائم فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ ”قال ابن عباس رضی اللہ عنه ان اللّٰہ هو أضحک و أبکی“ (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہنسایا اور رلایا) پھر امام بخاری نے اس عنوان میں کئی احادیث ذکر فرمائی ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ہنسے۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدث سے ثابت ہوا —— جیسا کہ آگے آئے گا —— کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلام نے تبسم بھی فرمایا اور ہنسے بھی ہیں خود آپ بھی اور آپ کے پاس دوسرے نے بھی جس کو آپ نے منع نہیں فرمایا۔ لہٰذا اس آیت کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوگئی کہ اصل

مزاح مباح ہے جس طرح ضحک (ہنسنا) مباح ہے اس لئے کہ مزاح کے ساتھ عادۃً ہنسی پائی جاتی ہے بلکہ اکثر حالات میں تو ہنسی مذاق اس کے لئے لازم ہے، اور علماء میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے کہ ہنسنا ـــ اپنے شرعی شرائط کے ساتھ ـــ واجب یا مندوب ہے بلکہ یہی منقول ہے کہ یہ مباح ہے۔

(۲) احادیث شریفہ سے دلائل:۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "ان رجلاً اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال: یا رسول الله - صلی الله علیه وسلم - احملنی علی بعیر، فقال: انا حاملوک علی ولد ناقة، قال: و ما اصنع بولد الناقة؟ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم و هل تلد الا بل الا النوق" (ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ، مجھے اونٹ کی سواری عنایت فرما دیجئے، تو آپ نے فرمایا کہ ہم تمہیں اونٹنی کے بچہ پر سوار کریں گے۔ اس نے عرض کیا، میں اونٹ کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنتی ہے)۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: "یارسول الله -صلی الله علیه وسلم - انک لتداعبنا، قال: انی لا أقول الا حقا" (اے اللہ کے رسول ـــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــ آپ ہم لوگوں سے خوش طبعی فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تو صرف حق ہی کہتا ہوں)۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "یا ذا الاذنین" (اے دو کانوں والے) مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا مزاحاً فرمایا۔ (ظاہر ہے کہ آدمی کے لئے دو ہی کان ہوتے ہیں)

(۴) حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "اتیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک وھو فی قبۃ من ادم فسلمت فرد وقال ادخل: فقلت أکلی یا رسول اللہ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ فقال کلک فدخلته "(میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوۂ تبوک میں حاضر ہوا۔آپ چمڑے کے خیمہ میں آرام فرماتھے۔ میں نے سلام کیا، آپ نے جواب عنایت فرمایا اور فرمایا: آجاؤ میں نے عرض کیا، میں پورا کا پورا آجاؤں، آپ نے فرمایا پورے آجاؤ چنانچہ میں اندر چلا گیا۔

صاحب بذل المجہو د رقمطراز ہیں "فکان ھٰھنا المزاح من عوف بن مالک، فکما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمازح أصحابه، کان الصحابة یمازحونه "(یہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے خوش طبعی تھی اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح جناب رسول اکرم صلی اللہ علہ وسلم اصحاب کرام سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے اسی طرح صحابہ بھی آپ سے خوش طبعی کرلیا کرتے تھے)

(۳) حضرات صحابہ کرام اور علماء سلف کے اقوال وافعال

(۱) حضرت بکر بن عبد اللہ المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب (بطور ہنسی اور دل لگی کے) باہم ایک دوسرے پر خربوزہ پھینکتے تھے لیکن جب حقائق و معانی کی گفتگو کا موقع ہوتا تو پھر یہ حضرات مردان کار ہو جاتے تھے" (مرتب عرض کرتا ہے کہ غالباً اس طریق صحابہ کی پیروی میں اکابر دیوبند کا یہ طرز عمل منقول ہے کہ یہ حضرات آم کے موسم میں ایک جگہ جمع ہو کر آم کھاتے اور ایک دوسرے پر آم کے چھلکے اور گٹھلیاں پھینکتے اور اچھالتے اور اس مجلس مزاح میں تمام ہی بزرگان دیوبند شریک ہوا کرتے۔ جیسا کہ علم و معرفت کی مجالس میں یہی حضرات علوم و معارف کے دریا بہاتے)

(۲) حضرت قرۃ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ابن سیرینؒ سے عرض کیا کہ "حضرات صحابہ آپس میں مذاق اور ہنسی کیا کرتے تھے انھوں نے فرمایا وہ حضرات بھی اور لوگوں

کی طرح انسان ہی تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطور مذاق کے یہ شعر پڑھا کرتے

یحب الخمر من مال الندامیٰ

ویکره أن تفارقه الفلوس

(وہ شراب اپنے ہمنشینوں کے مال سے پینا پسند کرتا ہے اور اسے یہ پسند نہیں ہے کہ اس کے پیسے خرچ ہوں)

(۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: " لا بأس بالمفاكهة يخرج بها الرجل عن حد العبوس " (اتنا مزاح کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ جس سے آدمی ترشروئی اور روکھے پن کی حد سے نکل جائے)۔

بکر بن ابو محمد سے روایت ہے کہ " اهدى المجوس لِعَلِيّ رضى الله عنه فالوذجاً، قال علي: ماهذا؟ فقيل له: اليوم النيروز، فقال علي: ليكن كل يوم نيروزاً وأكل " وفي رواية: قيل له المهرجان، فقال: مهرجونا كل يوم هكذا " (مجوس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیہ میں فالودہ پیش کیا۔ حضرت علی نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ آج نیروز ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ خوب، جب تو ہر روز نیروز ہونا چاہئے، اور نوش فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کو بتایا گیا کہ آج مہرجان یعنی جشن کا دن ہے تو آپ نے فرمایا پھر تو روزانہ اسی طرح مہرجان منایا کرو تا کہ روزانہ فالودہ کھانے کو ملے)۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور انبساط جائز ہے بشرطیکہ دین کا نقصان نہ ہو۔

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ " المزاح بما يحسن مباح، وقد مزح النبي صلى الله عليه وسلم فلم يقل الا حقاً " (اچھا مذاق مباح اور جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاح فرمایا ہے مگر آپ حق ہی بات فرماتے تھے)۔

خلاصہ: قرآن وحدیث کے دلائل اور صحابہ وسلف کی روایات کا حاصل یہ ہے کہ مزاح کی اصل مباح ہے، نہ تو مندوب ہے اور نہ واجب۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول میں غور کریں "المزاح بما یحسن مباح"۔ (اچھا مذاق مباح ہے)

انہی دلائل وآثار وغیرہ کی بناء پر برکوی اور خادمی فرماتے ہیں: "شرط جواز المزاح قولاً او فعلاً ان لا یکون فیه کذب" (مزاح کے جائز ہونے کی شرط خواہ وہ قول سے ہو یا فعل سے یہ ہے کہ اس میں جھوٹ کی آمیزش نہ ہو)۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "ان المزاح مباح اذا سلم من الافراط والشغل عن ذکر الله" (مزاح کرنا مباح ہے، بشرطیکہ حد سے تجاوز اور ذکر اللہ تعالیٰ کی غفلت سے محفوظ رہے)۔

اب ان حضرات کے اس قول میں غور کرو کہ وہ کہتے ہیں "جواز المزاح" یعنی مزاح کا جائز ہونا اور "المزاح مباح" یعنی مزاح مباح ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جواز اور ہے اور ندب واستحباب اور، اور مباح مندوب سے مختلف ہے کسی چیز کا جائز ہونا مستحب ہونے کا متقاضی نہیں ہے۔

حضرت خلال نے حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور سلف کی ایک جماعت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ "یہ حضرات آپس میں بعض اوقات میں مزاح فرمایا کرتے تھے"

میں کہتا ہوں کہ اس سے اور مذکورہ بالا دلائل سے اباحت اور جواز معلوم ہوتا ہے نہ کہ ندب واستحباب۔ اور میرے نزدیک یہی قول راجح ہے۔

مزاح مباح کا مندوب یا واجب ہونا:۔

قرآن وحدیث کے دلائل اور اکثر علماء کے اقوال سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ مزاح کی اصل مشروع ہے اور اسکا شرعی حکم یہ ہے کہ وہ مباح ہے، نہ مندوب ہے اور نہ مستحب۔ البتہ یہاں وہ بات قابل ذکر ہے جس کو ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے کہ "اگر کسی

مصلحت کا موقع ہو مثلاً مخاطب کا جی خوش کرنا اور اسکو مانوس بنانا تو پھر مزاح مستحب ہے" اور یہی بات امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان فرمائی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اس وقت ہے جبکہ آدمی وحشت، غم، رنج، کرب، یا اپنے مخاطب میں حزن وملال دیکھے تو مخاطب کی انسیت اور اس کی دلجوئی کرنا مستحب ہے۔ ایک روایت سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے جس کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ:

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی ابی طلحة —رضی اللہ تعالی عنه— فرأی ابناً له یکنی أبا عمیر حزیناً، فقال: "مالی أری ابا عمیر حزیناً؟ قالوا: مات نغره الذی کان لعب به، قال فجعل النبی صلی اللہ یقول: "أبا عمیر ما فعل النغیر؟" (نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ کے پاس تشریف لائے ان کے بیٹے کو جن کی کنیت ابوعمیر تھی غمگین، رنجیدہ دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ہوا؟ ابوعمیر کو میں غمگین دیکھتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کی وہ چڑیا مر گئی جس سے یہ کھیلا کرتا تھا تو اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، اے ابوعمیر نغیر (کی وہ چڑیا) کہاں گئی؟)

اور کبھی یہ بھی ممکن ہے کہ مزاح واجب ہو جائے (مثلاً) اگر طبیب حاذق کا کسی مریض کے لئے یہ غالب رائے ہو جائے کہ وہ مریض اپنے مرض اور تکلیف سے صرف مزاح اور دل لگی و خوش طبعی کے ذریعہ شفا پا سکتا ہے تو اس وقت ایسے مریض سے ہنسی مذاق کرنا واجب ہوگا اس لئے کہ جان و عقل کی حفاظت شریعت غراء کے مقاصد میں سے ہے۔ تاہم مزاح کا اپنے شرعی اوصاف وضوابط اور اغراض ومقاصد سے تجاوز کرنا درست نہیں ہے۔ یہ اصل معروف ومشہور ہے کہ وسائل کے لئے غایات کا حکم ہے۔ (یعنی جو چیز کسی مقصد کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہو اس کا بھی وہی حکم ہے جو مقصد کا حکم ہے)۔

تیسرا مبحث

مزاح مشروع کے ضوابط اور اس کے مقاصد

مزاح مشروع کے ضوابط

علماء نے مزاح مشروع کے بہت سے ضوابط بیان فرمائے ہیں مزاح کرنے والے کو جس کا چھوڑنا یا اس میں تساہلی برتنا یا اس کو حلال جاننا ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے ان کو مختلف مآخذ سے جمع کر کے حسب ذیل مرتب کر دیا ہے۔

(۱) مزاح میں حق اور سچ کا دامن نہ چھوڑنا۔

مزاح کرنے میں یہ خیال رکھے کہ حق اور سچ کا دامن نہ چھوٹے اور جھوٹ اور فریب سے دور رہے۔ اس میں اصل وہ حدیث ہے جس میں صحابہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ "انک تداعبنا" (آپ ہم سے مزاح فرماتے ہیں) اور آپ نے جواب میں فرمایا تھا "لا اقول الا حقا" (میں تو صرف حق ہی کہتا ہوں) اور اس حق میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے "یا ذا الأذنین" (اے دو کانوں والے) کہہ کر مزاح فرمانا ہے۔ صاحب بذل المجہود فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ بطور مزاح کے فرمایا تھا ورنہ ہر انسان دو کانوں والا ہے۔

(۲) مزاح میں حد سے تجاوز نہ کرنا اور اسکی عادت نہ بنانا۔

مذاق میں زیادتی زیادہ ہنسنے کا سبب ہے، اور زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت ہو جاتی ہے۔ اور ہنسی مذاق ہی کی عادت بنا لینا اور اس میں ہمیشہ لگے رہنا، لہو ولعب کی چیز ہے اور لہو ولعب جائز اور مباح ہے لیکن اس میں ہمیشہ لگے رہنا برا ہے، اس سے

وقار اور رعب ختم ہو جاتا ہے۔

اس سے اس شخص کا حکم واضح ہو جاتا ہے جو شخص لوگوں کو ہنسانے کا پیشہ اختیار کر لے، خصوصاً جھوٹ اور غلط بیانی کر کے خواہ یہ ہنسانا، ڈراما اور کامیڈی کے طور پر ہو یا کارٹون کی شکل میں ہو۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ومن الغلط العظيم ان يتخذ الانسان المزاح حرفة يواظب عليه و يفرط فيه" (یہ بڑی غلط چیز ہے کہ انسان ہنسی مذاق کو پیشہ بنا لے جس میں ہمیشہ لگا رہے اور اس میں افراط اور مبالغہ کرے)۔

(۳) ایسے مزاح سے پرہیز کرنا جو کینہ، حسد اور بغض کا سبب بنے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حالات میں مزاح کے حقد و کینہ کا سبب اور ذریعہ بننے کی طرف اشارہ فرمایا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "لا تمار أخاك و لا تمازحه" (تم اپنے بھائی سے نہ جھگڑو اور نہ دل لگی کرو) "تماری" کے معنی ہیں "تخاصم" (یعنی جھگڑنا) اور یہ بات معلوم ہے کہ بعض اوقات صحیح اور سچے مزاح کا انجام بھی اذیت رسانی اور لڑائی جھگڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور نوبت کہاسنی تک پہنچ جاتی ہے۔

(۴) دہشت اور خوف پیدا کرنے والے ہنسی مذاق سے دور رہنا۔

جیسے کسی شخص کا کسی بچہ کو لے کر اوپر کی طرف اس طرح اچھالنا جس سے وہ ڈرے یا جھولے میں اس کو بہت زور زور سے ہلانا، حالانکہ یہ سب مذاق میں کر رہا ہو۔ یا اس کو ڈراؤنا چہرہ بنا کر دکھانا یا کسی کو سچی خبر خوفناک تمہید کے ساتھ سنانا ان سب کی اصل عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے "من أخاف مؤمنا بغير حق كان حقاً على الله ان لا يؤمنه من أفزاع يوم القيامة" (جو شخص کسی ایمان والے کو ناحق ڈرائے تو اللہ کے ذمہ ہے کہ اس کو قیامت کے دن کی گھبراہٹوں

سے امن نہ دے)۔

دوسری روایت میں ہے ”من نظر الی مسلم نظرة يخيفه فيها بغير حق اخافه الله يوم القيامة“ (جو شخص کسی مسلمان کی طرف ایسی نظر سے دیکھے جس سے اس کو ناحق ڈرائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ڈرائیں گے)۔

(۵) غیر محرم سے ایسا مزاح نہ کرنا جو بیحیائی تک پہنچا دے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غیر محرم بوڑھی عورت سے مزاح فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس مزاح سے اس بڑھیا کی دلجوئی اور اس پر مہربانی کرنا تھا۔ اور علماء کے نزدیک یہ اصول ثابت ہے کہ جب کوئی چیز کسی ضرورت کے لئے وضع کی جائے تو اس کا استعمال بقدر ضرورت ہی ہونا چاہئے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”و كان مزاحه — صلى الله عليه وسلم — مع النساء والصبيان معالجة لضعف قلوبهم من غير ميل الى هزل“ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں اور بچوں کے ساتھ مزاح کرنا ان کے قلوب کے ضعف، کمزوری کے علاج کے طور پر ہوتا تھا، ہنسی اور دل لگی مذاق کی طرف مائل نہ ہوتا تھا)۔

(۶) اچھے اور عمدہ مذاق کرنے کی عادت ڈالنا۔

آدمی کو بری بات، بے حیائی کے کام اور بے حیائی کی باتوں سے، بہت بچنا چاہئے، تہمت، غیبت اور ایذاء رسانی سے — خواہ وہ قول سے ہو یا فعل سے ہو یا اشارہ وغیرہ سے ہو — کوسوں دور رہنا چاہئے۔ اور لطیف انداز، اچھے خوبصورت الفاظ اور جملوں کا استعمال کرنا چاہئے جو دل کو اچھے لگیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش طبعی فرماتے تھے؟ تو فرمایا: ہاں، ”كسا النبى صلى الله عليه

وسلم بعض نسائه ثوباً واسعاً "(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کو ایک خوب لمبا چوڑا کپڑا پہننے کو دیا اور فرمایا:)" البسیه واحمدی اللّٰه تعالیٰ و جری من ذیلک هذا کذیل العروس "(اس کو پہنو اور اللہ تعالی کا شکر ادا کرو اور دولہن کے دامن کی طرح اپنا یہ دامن گھسیٹو)۔

خلاصہ بحث

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ مزاح مشروع کے کچھ ضوابط اور قواعد ہیں جن کی رعایت کرنا بہت ضروری ہے تا کہ مزاح کا صحیح اور اصلی مقصد حاصل ہو سکے۔

مزاح مشروع کے اغراض ومقاصد

مزاح معاشرتی اور سماجی بے تکلفی، باہمی الفت ومحبت اور نسل در نسل چلی آنے والی ظرافت اور خوش طبعی کی ایک صورت ہے۔ اسلام میں اس کی مشروعیت کچھ بلند مقاصد کے لئے ہوئی ہے جن میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اجتماعی تعلق اور باہمی ربط کے بڑھانے میں حصہ لینا

اور یہ اس طرح کہ انسانوں میں باہم انس ومحبت کی فضا پھیلائی جائے۔ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”فالعاقل یتوخیٰ ایناس المصاحبین و التودد الی المخالطین بالقول الحسن او با لفعل“ (عقلمند آدمی خوش گفتاری اور خوش کرداری سے اپنے ساتھ رہنے سہنے والوں میں الفت اور انسیت پیدا کرتا ہے)۔

(۲) زندگی کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے قدرت وطاقت اور شوق وچستی کا مہیا کرنا

انسان بڑی سخت ذمہ داریوں میں اپنا گذران کرتا ہے اور کسی وقت اس کی زندگی میں گھٹن سی محسوس ہونے لگتی ہے اس وقت ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ تکالیف اور صعوبتوں کو دور کر کے سکون کی راہ تلاش کی جائے تاکہ تھکن واکتاہٹ سے نجات حاصل کر کے نئی قوت وطاقت کے ساتھ شوق وچستی وولولہ پیدا کر کے زندگی کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مشغول ہو سکے۔

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ مزاح کے مقاصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”والھدف الثانی :ان ینفی بالمزاح ما طرأ علیہ سئام و أحدث بہ من ھم فقد قیل : لا بد للمصدو ران ینفث“ (دوسرا مقصد یہ ہے کہ مزاح کے ذریعہ بوریت، اکتاہٹ اور فکر وغم کو دور

کرے، مقولہ ہے کہ "جس کے سینہ میں درد ہو اس کو کھنکھار کر تھوکنا ضروری ہے"۔

میں کہتا ہوں کہ اس کی اصل حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "روحوا القلوب ساعة و ساعة" (دلوں کو وقفہ وقفہ سے آرام پہنچاؤ)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "أجموا هذه القلوب فانها تمل كما تمل الأبدان" (ان دلوں کو راحت پہنچاؤ کیونکہ جس طرح جسم کو تھکاوٹ اور بوریت ہوتی ہے اسی طرح دلوں کو بھی تھکاوٹ اور بوریت ہوتی ہے)

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے مزاح مشروع کے یہی دو مقصد بیان فرمائے ہیں اور فرمایا ہے کہ تیسرا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کی یہ بات قابل تسلیم نہیں ہے اس لئے کہ اسلام میں کچھ اور مقاصد کا بھی اعتبار ہے جو حق ہیں۔ منجملہ ان کے درج ذیل مقاصد ہیں:

(۳) دوسروں کے دلوں کو نرم کر کے ان تک رسائی حاصل کرنا

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں سے مردوں، عورتوں اور بچوں سے ملاطفت فرماتے تھے۔ اور ان کو کنیت سے خطاب فرماتے تھے یہاں تک کہ بچوں تک کو کنیت سے خطاب فرماتے تا کہ ان کے دلوں میں نرمی پیدا فرمادیں۔ فرماتے ہیں: "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلاطف اصحابه رجالاً و نساءً و صغاراً و یکنیهم حتی الصغار منهم یستلین قلوبهم"۔

میں کہتا ہوں کہ اس عبارت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عمیر کے ساتھ خوش طبعی فرمائی تھی اور فرمایا تھا: "یا عمیر، ما فعل النغیر ؟"۔

اور میں کہتا ہوں کہ اسی کی دلیل اس آیت سے بھی ملتی ہے " فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ " (سو اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت

ہے جو آپ اس کے لئے نرم دل ہیں اور اگر آپ تند خو سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے منفرق ہو جاتے)۔

④ دل کی کمزوری کا علاج اور اس کی تلافی

بچوں، عورتوں اور خاص طور سے ضعیف اور بیمار لوگوں نیز سادہ لوح اور مغموم لوگوں کے دل اکثر بہت کمزور ہوتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مزاح کے اس مقصد کو "المطایبات" کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

"ان أكثر هذه المطايبات المنقولة عن النبى صلى الله عليه وسلم انما هى مع النساء و الصبيان و كان ذلک منه معالجة لضعف قلوبهم" (اکثر خوش طبعی کی یہ باتیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں وہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ ہے اور دراصل یہ ان کے دل کی کمزوری کے علاج کے لئے اور ان کا دل بڑھانے کے لئے ہوتا تھا)

"مطایبات" عرب کی زبان میں "طابت نفسه با لشئى" (کسی سے دل خوش ہونا) سے ماخوذ ہے اور اسی سے ہے "طيّب خا طره" یعنی اس کو خوش کیا اور اس سے خوش طبعی کی یا اس کو سکون و قرار دیا۔ اور چھوٹے بچہ ابو عمیر کے ساتھ آپ کے مزاح کا ذکر پیچھے گذرا جو نغیر چڑیا کے مرنے پر غم کی وجہ سے رو رہا تھا۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھولے بھالے شخص سے خوش طبعی فرمائی جس نے سواری کے لئے اونٹ طلب کیا تھا تو آپ نے اس سے بے تکلفی کی گفتگو فرمائی کہ شاید اس سے اس کے بھولے پن کا کچھ علاج ہو جائے۔

⑤ ذہنی صلاحیت کو بڑھانا اور برجستگی اور ذہانت کو قوت پہنچانا

مزاح کے اس قسم میں آدمی ایسے اشارہ و کنایہ کے الفاظ میں گفتگو کرتا ہے۔ جس سے ذہنی صلاحیت اور اس کی ذہانت و فطانت اور حاضر دماغی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس قسم کے مزاح سے ذہن

میں تیزی آتی ہے اور عقل لطیف میں قوت پیدا ہوتی ہے تا کہ وہ آئندہ غلط فہمی میں پڑنے سے بچا رہے۔

مزاح کی اس قسم کا ایک واقعہ اس حدیث میں ملتا ہے جس میں یہ ہے کہ ایک شخص خدمت رسالت میں عرض گذار ہوا" یا رسول اللّٰہ – صلی اللّٰہ علیہ وسلم – احملنی علی بعیر "(اے اللہ کے رسول —— صلی اللہ علیہ وسلم —— مجھ کو ایک اونٹ سواری کے لئے عطا فرما دیجئے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:" انا حاملوک علی ولد الناقة " (میں تجھ کو اونٹنی کے بچہ پر سوار کروں گا) اس شخص نے کہا میں اونٹنی کا بچہ کیا کروں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:" هل تلد الابل الا النوق "(اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنتی ہے)

اسی طرح سے وہ روایت جس کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ ایک بوڑھی عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انھوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللّٰہ – صلی اللّٰہ علیہ وسلم – ادع اللّٰہ ان یدخلنی الجنة، فقال یا ام فلان ان الجنة لا تدخلها عجوز، فقالت: و ما لهن؟ و كانت امرأة تقرأ القرآن، فقال لها: أما تقرئين القرآن؟ انا أنشانا هن انشاءً فجعلنا هن ابكاراً عُرُباً اترابا لأصحاب اليمين "(اے اللہ کے رسول — صلی اللہ علیہ وسلم —— اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ مجھ کو جنت میں داخل کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں کی ماں، بیشک جنت میں بڑھیا نہیں داخل ہوگی۔ ان ضعیفہ نے کہا ایسا کیوں ہے؟ وہ بوڑھی عورت قرآن کریم پڑھا کرتی تھیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم قرآن میں یہ نہیں پڑھتی ہو کہ "بیشک ہم نے پیدا کیا ان عورتوں کو ایک اچھی پیدائش پر پھر کیا ان کو کنواریاں پیار دلانے والیاں ہم عمر داہنے والوں یعنی جنت والوں کے لئے)۔ (یہ بوڑھی خاتون آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ مواہب لدنیہ ص ۳۵۰ جلد ۲۔)

(٦) مسکراہٹ اور مسرت کی فضا بنانا

یہ انسان کی فطرت ہے لوگ اس کو پسند کرتے اور اس کے خواہشمند رہتے ہیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرمایا کرتے تھے اور ہنسا بھی کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر تبسم ہی فرماتے تھے اور ہنستے کم تھے۔ اور آپ اپنے اہل و عیال اور دوسرے لوگوں سے کشادہ رو ہو کر ملاقات کرتے اور خوش طبعی فرماتے اور خوشی، مسرت نیز سعادت سے ان کے دلوں کو لبریز فرمادیتے تھے۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”ما حجبنی النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم منذ اسلمت ولا رآنی الا تبسم فی وجھی“ (جب سے میں نے اسلام قبول کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مجلس میں حاضر ہونے سے روکا نہیں اور نہ ایسا ہوا کہ مجھے دیکھا ہو اور تبسم نہ فرمایا ہو)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ”ان امرأۃ کانت تدخل علی نساء قریش تضحکھن، فلما ھاجر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ووسع اللہ دخلت المرأۃ المدینۃ، فدخلت علی فقلت لھا: فلانۃ، ما اقلمک؟ قالت الیکن، قلت فاین نزلت، قالت علی فلانۃ: امرأۃ کانت تضحک النساء بالمدینۃ، قالت عائشۃ: و دخل رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: فلانۃ؟ فقالت عائشۃ: نعم، فقال: علی من نزلت؟ قالت: علی فلانۃ المضحکۃ، فقال: الحمدللہ، الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منھا ائتلف و ما تناکر منھا اختلف“

(ایک عورت قریش کی عورتوں کے پاس آیا کرتی تھی اور ان کے ساتھ ہنسی کی باتیں کیا کرتی تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی تو وہی عورت مدینہ آئی اور میرے پاس بھی آئی، میں نے اس سے پوچھا، فلانی تو کیسے آئی ہے؟ اس

عورت نے کہا آپ ہی لوگوں کے پاس آئی ہوں۔ میں نے کہا، کہاں ٹھہری ہو؟ اس نے کہا، فلانی کے پاس —— ایک عورت کا نام لیا جو مدینہ میں ہنسی اور مسخرہ کرتی تھی —— حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے فرمایا: یہ فلانی ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہاں ٹھہری ہے؟ انھوں نے کہا: فلانی مسخرہ والی عورت کے پاس۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب تعریفیں اللہ ہی کو لائق ہیں عالم ارواح میں روحیں صف بستہ تھیں، ان میں سے جن سے وہاں شناسائی ہوگئی ان میں الفت ہوگئی اور جن سے شناسائی نہیں ہو پائی ان میں الفت نہیں ہوئی)۔

علم جدید کی نئی تحقیقات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس معاشرہ اور سماج کے افراد کے چہروں پر اعتدال کے ساتھ مسکراہٹ اور ہنسی کی کثرت ہوتی ہے وہ نفسیاتی لحاظ سے اور صحت کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں، کیونکہ اعتدال کے ساتھ مسکرانے اور ہنسنے سے اعضائے جسمانی میں نشاط اور پھرتی رہتی ہے اور اس کا اثر خاص طور سے چہروں پر زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ ان نفسیاتی امراض کو ختم کرنے کے لئے جو انسان پر جسمانی تناؤ سے پیدا ہوتا ہے فائدہ مند ہے، نیز خوشی اور مسرت کے ساتھ مسکرانا اور ہنسنا محبت کی نشانی ہے لوگوں کے درمیان مسرت اور خوشی کی فضا قائم کرنے نیز روابط اور تعلقات کو مستحکم کرنے میں اثر انداز ہوتا ہے، اور انسانی زندگی کو رنج وغم سے نکال دیتا ہے اور اس کی چستی لوٹ آتی ہے اور وہ اپنے کام کاج میں ایسی تندہی کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے، جو عام اقتصادی حالت کے اچھا بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

(۷) جس سے مزاح کیا جائے اس کی اور دوسروں کی بھی تہذیب و تربیت اور اصلاح

مزاح مشروع کا ایک مقصد جس سے مزاح کیا جائے اسکے اور دوسرے کے بھی اخلاق و برتاؤ کی اصلاح کرنا ہے اور اس کی غلطیوں سے اس کو آگاہ کرنا اور صحیح راستہ کی طرف اس کی

رہنمائی کرتا ہے۔ اکثر یہ مذاق اس وقت ہوتا ہے جبکہ مذاق کرنے والا اور جس سے مذاق کیا جارہا ہو دونوں تنہا ہوں اور بسا اوقات دوسروں کے سامنے اس کا استعمال کنایہ اور توریہ سے ہوتا ہے۔

اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ "بعثتنی امی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقطف من عنب، فاکلت منہ قبل ان ابلغہ ایاہ، فلما جئت بہ أخذ بأذنی، وقال: "یا غدر" (مجھ کو میری ماں نے انگور کا ایک خوشہ لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، میں اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچانے سے پہلے کھا گیا، جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے میرا کان پکڑا اور "یا غدر" کہا۔)

"غدر" اس کو کہتے ہیں جو دوسرے کے ساتھ دھوکہ کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ بطور مزاح کے فرمایا، ان کا کان زجر و تنبیہ کے لئے پکڑا اس لئے کہ انھوں نے ادائے امانت میں کوتاہی کی تھی کہ بغیر اپنی ماں کی اجازت کے —— جو کہ بھیجنے والی تھیں —— اور بغیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے —— جن کی خدمت میں انکو بھیجا گیا تھا —— اس کو کھالیا)۔

اسی طرح کی ایک روایت یہ ہے جس کو زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوات بن جبیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ: "أنہ کان جالسا الی نسوۃ من بنی کعب بطریق مکۃ، فطلع علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (وہ مکہ کے راستہ میں بنو کعب کی کچھ عورتوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے تو آپ نے فرمایا:

"یا ابا عبد اللہ، مالک مع اولاء النسوۃ؟ قال: یفتلن ضفیراً لجمل لی شرود، قال: فمضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحاجتہ، ثم عاد فقال: یا ابا عبد اللہ، أما ترک ذلک الجمل الشراد بعد؟ قال: فسکت و استحییت و کنت بعد ذلک اتفرر منہ کلما رآیتہ حیاءً منہ، حتیٰ قدمت المدینۃ فرآنی فی

المسجد يوماً اصلى ، فجلس الى فطولت ، فقال : لا تطول فانى انتظرك ، فلما سلمت قال: ياابا عبد الله ، اما ترك ذلك الجمل الشراد بعد؟ قال: فسكت و استحييت فقام ، و كنت بعد ذلك اتفرر منه حتى لحقنى يوماً وهو على حمارٍ و قد جعل رجليه فى شق واحد ، فقال : أبا عبد الله ، أترك الجمل الشراد بعد؟ قلت والذى بعثك بالحق ما شر دمنذ أسلمت ، فقال الله أكبر ، الله أكبر ، اللهم اهد ابا عبد الله"۔

(اے ابوعبداللہ تیرا ان عورتوں سے کیا واسطہ ہے؟ انھوں نے کہا، میرے ایک بدکنے والے اونٹ کے لئے یہ لوگ ایک مضبوط رسی بٹ رہی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ضرورت کے لئے تشریف لے گئے۔ پھر واپس ہوئے تو فرمایا: ابوعبداللہ، کیا اس اونٹ نے ابھی تک بدکنا نہیں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں کہ میں خاموش رہا اور شرما گیا، اس کے بعد جب میں آپ کو دیکھتا شرم کی وجہ سے آپ سے بھاگتا۔ یہاں تک کہ میں مدینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھ کو دیکھا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ آپ میرے پاس بیٹھ گئے، میں نے نماز طویل کردی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز طویل مت کرو، میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ جب میں نے سلام پھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوعبداللہ، کیا اس اونٹ نے ابھی تک بدکنا نہیں چھوڑا؟

وہ کہتے ہیں کہ میں خاموش رہا اور شرم کی وجہ سے پانی پانی ہوگیا، پھر آپ کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد بھی میں آپ سے بھاگتا ہی رہا یہاں تک کہ آپ کو ایک دن میں مل گیا، اس وقت آپ ایک گدھے پر سوار تھے اور اپنے دونوں پیروں کو ایک طرف کئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوعبداللہ کیا اس اونٹ نے بدکنا نہیں چھوڑا؟ میں نے عرض کیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب سے میں اسلام لایا ہوں کوئی اونٹ نہیں بدکا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ اکبر! اللہ اکبر! اے اللہ، ابو عبداللہ کو ہدایت عطا فرما)۔

راوی کہتے ہیں کہ " فحسن اسلامه و هداه الله " (پھر ان کا اسلام بہت اچھا ہو گیا اور اللہ نے ان کو ہدایت عطا فرمادی)۔

خلاصہ

مزاح مشروع کا مقصد معاشرتی، سماجی، نفسیاتی، تربیتی اور تعلیمی بلکہ اقتصادی اور تجارتی دونوں ہی میں عمدہ اور پاکیزہ مقاصد اور بلند اخلاق و کردار کا حصول ہے۔

تم الفصل الثانی بحمد اللہ تعالیٰ و توفیقہ

سید محمد ضیاء الدین مظاہری

۴ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسری فصل

مزاح مشروع کی قسمیں اور اسکے دلائل اور اس سلسلہ کے بعض واقعات جو اسلاف سے منقول ہیں

مزاح مشروع کے ضمن میں آئے ہوئے واقعات وحکایات کے تتبع سے ظاہر ہوتا ہے کہ مزاح کی کیفیت ومزاج اور اس کے اعتبارات کے لحاظ سے اس کی تقسیم درج ذیل چار قسموں میں کی جاسکتی ہے:۔

① مزاح قولی

② مزاح فعلی

③ مزاح صریح

④ مزاح کنایہ وتوریہ

پہلی قسم مزاح قولی

اس قسم سے وہ مزاح مراد ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یا اس امت کے سلف صالحین سے منقول ہیں جن میں سے کچھ ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں:۔

① رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؓ کو "ابوتراب" کی کنیت عطا فرمانا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "ان کانت احب أسماء علی

رضی الله تعالیٰ عنه لأبو تراب ، و ان كان ليفرح ان يدعى بها ، وما سماه أبا تراب الا النبى صلى الله عليه وسلم : غاضب يوماً فاطمة رضى الله تعالى عنها ، فخرج فاضطجع الى الجدار فى المسجد ، فجاء ه النبى صلى الله عليه وسلم و أمتلاء ظهره تراباً فجعل يمسح التراب عن ظهره و يقول " اجلس يا اباتراب "

(حضرت علی — رضی اللہ تعالیٰ عنہ — کے ناموں میں سے سب سے محبوب نام "ابوتراب" ہے۔ وہ خوش ہوتے تھے کہ ان کو اس نام سے پکارا جائے "ابوتراب" نام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے انہیں موسوم فرمایا تھا جس کا قصہ یہ ہوا کہ حضرت علی — رضی اللہ تعالیٰ عنہ — حضرت فاطمہ — رضی اللہ تعالیٰ عنہا — پر غصہ ہوئے اور گھر سے نکل کر مسجد میں گئے اور وہاں دیوار سے لگ کر لیٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حضرت علی کی پیٹھ مٹی سے بھری تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیٹھ سے مٹی پوچھنے لگے۔ اور فرمانے لگے: "بیٹھو اے ابوتراب"۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "داعبه النبى صلى الله عليه وسلم با لكنية المذكورة المأخوذة من حالته" (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مذکورہ کنیت سے مخاطب فرما کر خوش طبعی فرمائی جو ان کی اس وقت کی حالت سے ماخوذ ہے کہ ان کے بدن پر مٹی لگی ہوئی تھی)۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھوڑے کے دو پَر

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے واپس ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الماری پر ایک پردہ لگا ہوا تھا، ہوا چلی تو حضرت عائشہ کے کھلونے کھل گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ما هنا يا عائشة ؟" (عائشہ یہ کیا ہے؟) حضرت عائشہ نے فرمایا: "بناتى " (یہ میری بیٹیاں یعنی کھلونے ہیں)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھلونوں کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا جس کے دو پر تھے جو کسی کپڑے کے ٹکڑوں سے بنائے گئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ما هذا الذی أری وسطهن "(یہ کیا ہے جو میں ان سب کے بیچ میں دیکھ رہا ہوں؟) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:"فرس "(گھوڑا) ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" و ما هذاالذی علیه ؟ "(وہ جو اس کے اوپر ہے وہ کیا ہے؟) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: "جناحان "(یہ دو پر ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"فرس له جناحان "(ایسا گھوڑا جس کے دو پر ہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا" اما سمعت ان لسلیمان خیلاً لها اجنحة "(کیا آپ نے نہیں سنا ہے حضرت سلیمان کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کے کئی پر تھے؟)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں"فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حتی بدأ نواجذه "(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے سامنے والے دانت دکھائی دینے لگے)۔

(۴) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹی بچی سے مزاح کرنا اور اس کے لئے دعا فرمانا

حضرت ام خالد بنت سعد سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ" أتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم مع ابی و علیَّ قمیص أصفر، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم : سَنَهْ سَنَه "(میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ابا جان کے ساتھ آئی اور میں پیلا قمیص پہنے ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"سَنَهْ،سَنَهْ"(بہت خوب، بہت خوب)۔

راوی حدیث حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ "سنه" دراصل حبشی زبان میں لفظ"حسنة" ہے۔

پھر وہ فرماتی ہیں کہ میں مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے باپ نے مجھ کو ڈانٹا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دعها" اس کو چھوڑ دو۔ پھر فرمایا: "أبلی و أخلقی ثم أبلی و أخلقی ثم أبلی و أخلقی "تو اس کپڑے کو پرانا اور بوسیدہ کرے، تو اس کپڑے کو پرانا اور بوسیدہ کرے، تو اس کپڑے کو پرانا اور بوسیدہ کرے۔ (یہ درازیٔ عمر کی دعا ہے)

راوی حدیث حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ وہ بہت دنوں زندہ رہیں یہاں تک کہ ان کی درازی عمر مشہور ہوگئی۔ اس واقعہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سنہ سنہ فرما کر اور درازئی عمر کی دعا دے کر خوش طبعی فرمانا واضح ہوتا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس باب میں ذکر فرمایا ہے "باب من ترک صبية غيره حتى تلعب به أو قبلها أو مازحها" (باب اس شخص کے بیان میں جو دوسرے کی چھوٹی بچی کو اپنے ساتھ کھیلنے دے یا اس کو چومے اور اس سے ہنسی کھیل کرے)۔

(۴) حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی بیوی کی حالت دیکھ کر شعر پڑھنا

حضرت عکرمۃ مولیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ "ان عبد الله بن رواحة رضی الله تعالى عنه كان مضطجعاً الى جنب امرأته فخرج الى الحجرة فواقع جارية له يستسرها سراً عن أهله ، فانتبهت المرأة فلم تره ، فخرجت فرأته على جاريته فرجعت و أخذت الشفرة ثم خرجت ، فلقيها تحمل الشفرة فقال : مُهَيم: قالت مُهَيم؟ لو ادركتک لضربت بها بين كتفيک ، قال و اين كنت ؟ قالت رأيتک على الجارية ، قال ما رأيتني ، قال فان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهانا أن يقرأ أحدنا القرآن وهو جنب ، قالت فاقرأ، فقال:"

(حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی کے پہلو میں لیٹے ہوئے تھے،

پھر وہ حجرہ کی طرف نکلے اور اپنی اس باندی سے مباشرت کی جس کو اپنی بیوی سے چھپا کر باندی بنائے ہوئے تھے، ان کی بیوی جاگیں تو ان کو نہ دیکھا، باہر نکلیں تو باندی کے ساتھ مشغول دیکھا، یہ دیکھ کر لوٹ گئیں اور چھری لے کر نکلیں، اتنے میں حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی باہر چلے گئے تھے اور ان سے اس حالت میں ملاقات ہوئی کہ وہ چھری لئے ہوئی تھیں، کہنے لگے کیا معاملہ ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ اگر میں تمہیں اس حالت میں پالیتی تو اس سے تمہارے کندھے کے درمیان ماردیتی۔ وہ کہنے لگے میں کہاں تھا؟ انھوں نے کہا، میں نے تم کو باندی کے ساتھ مشغول دیکھا۔ انھوں نے کہا: تم نے مجھے نہیں دیکھا۔ بیوی نے کہا، کیوں نہیں؟ میں نے تمہیں کو دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے، تو بیوی نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو پھر قرآن پڑھ کر دکھلاؤ۔ اس پر انھوں نے یہ اشعار پڑھے۔

اتـــانا رسول اللّٰه يتلو كتا به
كما لاح مسطور من الصبح طالع

اتى با لهـدى بعد العمى فقلو بنا
به مو قـــنات ان ما قال واقع

يبيت يجافى جـــنبه عن خراشه
اذا ستقلت با لمشر كين المضاجع

ہمارے پاس اللہ کے رسول اللہ کی کتاب اس طرح تلاوت کرتے ہوئے تشریف لائے جس طرح کوئی لکھی ہوئی تحریر صبح روشن سے طلوع ہو۔

آپ گمراہی چھا جانے کے بعد ہدایت لے کر تشریف لائے، ہمارے قلوب اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ سب ہو کر رہے گا۔

وہ اس حالت میں رات گذارتے ہیں کہ ان کا پہلو ان کے بستر سے الگ ہوتا ہے

جب کہ اس وقت مشرکین کی خواب گاہیں گرانبار ہوتی ہیں۔

یہ اشعار سن کران کی بیوی نے کہا:۔

”فقالت : أمنت با للّٰہ و کذبت بصری ، و کانت لا تحفظ القرآن و لا نقرؤه ثم غدا علی رسول اللّٰہ -صلی اللّٰہ علیہ وسلم - فاخبره تضحک حتی بلدت نواجذه“

(میں اللہ پر ایمان لاتی ہوں اور میری آنکھ نے غلط دیکھا۔ان کی بیوی کو قرآن نہ یاد تھا اور نہ وہ پڑھے ہوئی تھیں اس وجہ سے وہ نہیں سمجھ پائیں کہ انھوں نے قرآن پڑھا یا اشعار پڑھے ہیں، پھر صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ آپ کو بتلایا تو آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک دکھائی دینے لگے)۔

دوسری قسم مزاح فعلی

اس سے وہ عملی اور جسمانی حرکتیں مراد ہیں جو مذاق کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین سے منقول ہیں ان میں سے کچھ ذیل میں لکھی جاتی ہیں:۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص کے ساتھ لکڑی سے مذاق فرمانا

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں ایک صاحب مزاحیہ آدمی تھے، ایک دفعہ وہ لوگوں سے ایسی باتیں کر رہے تھے اور انہیں ہنسا رہے تھے کہ اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی —— جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں تھی — ان کو چبھودی، تو انھوں نے کہا،”اصبرنی “یعنی مجھ کو آپ سے بدلہ چاہئے اے اللہ کے رسول — صلی اللہ علیہ وسلم —— آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”اصطبر “بدلہ لے لو، انھوں نے کہا کہ آپ قمیص پہنے ہوئے ہیں اور میں قمیص نہیں پہنے ہوئے ہوں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص اٹھالیا، تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آغوش میں لے لیا اور آپ کے پہلو کو

چومنے لگے، پھر عرض کیا" انما اردت هذا یا رسول الله "(میں نے اسی کا ارادہ کیا تھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم)۔

ابن اثیر نے اس حدیث کو" باب المزاح و المداعبة" کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ پر کھانا لیپ دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور سودہ بنت زمعہ ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ــــ بھی تھیں، میں نے حریرہ بنایا تھا، میں ان کے پاس لے آئی میں نے سودہ سے کہا کھاؤ، سودہ نے کہا: مجھ کو پسند نہیں ہے، میں نے کہا: اللہ کی قسم اگر تو نہیں کھائے گی تو میں اس کو تیرے چہرے پر لیپ دوں گی۔ حضرت سودہ نے کہا میں اس کو چکھوں گی نہیں تو میں نے اپنے ہاتھ سے پلیٹ میں سے تھوڑا سا لیا اور سودہ کے چہرہ پر لیپ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور ان کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ کے لئے اپنے گھٹنے جھکا دیئے تا کہ وہ مجھ سے بدلہ لے لیں۔ پھر انھوں نے (یعنی سودہ نے) پلیٹ میں سے کچھ لیا اور میرے چہرہ پر لگا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔

(۳) حضرت نعیمان کا خدمت رسالت میں ہدیہ پیش کرنا پھر اس کی قیمت کا مطالبہ کرنا

حضرت نعیمان بن عمر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خوش طبع شخص تھے، یہ بیعت عقبہ اور بدر نیز اس کے بعد کی جنگوں میں شریک ہوئے ہیں۔ جب بھی مدینہ میں جانوروں کا کوئی ریوڑ اور کوئی انوکھی چیز آتی تو یہ اس میں سے خرید لیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے

آتے اور پھر عرض کرتے کہ اے اللہ کے رسول ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ اس کو میں نے آپ کے لئے خریدا ہے اور اور اس کو ہدیۃً آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پھر جب وہ آدمی جس سے اس سامان کو خریدا ہوتا اس کی قیمت وصول کرنے نعیمان کے پاس آتا تو وہ اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے کہ ان کے سامان کی قیمت ادا کر دیجئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے کہ ''او لم تھدہ لی'' (کیا تم نے مجھے یہ ہدیہ نہیں دیا تھا؟) تو وہ کہتے: اللہ کی قسم میرے پاس اس کے خریدنے کے لئے قیمت نہ تھی اور میں چاہتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تناول فرمائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگتے اور قیمت ادا کرنے کا حکم فرماتے۔

(۴) حضرت عمر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کا دوڑ میں مقابلہ

ابوالحویرث مرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت زبیر سے اونٹ میں دوڑ کا مقابلہ کیا۔ جب عمر کا اونٹ زبیر کے اونٹ سے آگے بڑھ جاتا تو کہتے ''سبقتک ورب الکعبۃ'' میں آگے بڑھ گیا رب کعبہ کی قسم اور جب زبیر کا اونٹ عمر کے اونٹ سے آگے بڑھ جاتا تو وہ کہتے ''سبقتک ورب الکعبۃ'' رب کعبہ کی قسم میں آگے بڑھ گیا۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے گدھے پر بیٹھ کر مذاق کرنا

ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر کیا ہے کہ مروان بن حکم بسا اوقات حضرت ابو ہریرہؓ کو مدینہ کا حاکم بنا دیتا تھا تو وہ گدھے پر سوار ہو جاتے۔ اس پر زین کا کپڑا بندھا ہوا ہوتا، پھر چلتے اور جس شخص سے ملتے اس سے کہتے ''الطریق قد جاء الامیر'' (ہٹو راستہ دو امیر آرہے ہیں)۔

اور بعض اوقات بچے دیہاتی کھیل کھیلتے ہوتے اور وہ کچھ سمجھ نہ پاتے تو یہ اپنے کو ان کے درمیان ڈال دیتے اور اپنے پیروں سے مارتے اور بچے گھبرا کر بھاگ جاتے۔

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ "ان ھذا من الاسترسال فی المزاح ویبو شک ان یکون لھذا الفعل منہ - رضی اللہ عنہ - تاویل سائغ " (یہ مزاح میں بے تکلفی کرنے کے قبیل سے ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی جائز تاویل ہو)

تعقیب

میں کہتا ہوں کہ ایسا انھوں نے شاید اس لئے کیا ہوتا کہ بچوں کو احساس دلائیں کہ راستہ میں اور لوگوں کی گزرگاہ میں کھیلنا غلط ہے۔

تیسری قسم مزاح صریح

مزاح صریح سے مراد وہ مزاح ہے جو الفاظ اور معانی دونوں اعتبار سے بالکل واضح اور کھلا ہوا ہو۔ جس کو عقلمند بھی سمجھ لے اور کم فہم بھی۔ اس طرح کے کچھ مزاح ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں:۔

(۱) حضرت ضحاک

عبداللہ بن سرجس ـــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــ فرماتے ہیں کہ ضحاک بن سفیان کلابی ایک بدصورت آدمی تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بیعت کی اور عرض کیا کہ: "ان عندی امرأتین أحسن من ھذہ الحمیراء فلا انزل لک عن احداھما فتزوجھا " (میرے دو بیویاں ہیں جو اُن حمیرا (یعنی حضرت عائشہ) سے زیادہ خوبصورت ہیں (حمیرا احمر اء کا مصغر ہے جس کے لفظی معنی ہیں سرخ، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرخ وسپید تھیں اس لئے ان کا لقب حمیرا پڑ گیا تھا) تو کیا میں ان میں سے ایک سے آپ کے لئے دستبردار ہو جاؤں اور آپ اس سے شادی فرمالیں) حضرت عائشہ بیٹھی ہوئی سن رہی تھیں ـــ یہ اس وقت کا قصہ ہے جب کہ ابھی پردہ کا حکم نہیں نازل ہوا تھا ـــ حضرت عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: "أهي أحسن أم انت ؟ " (وہ زیادہ خوبصورت ہے یا تم زیادہ خوبصورت ہو؟) انھوں نے کہا" بل انا أحسن منها و أكرم "(میں اس سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ شریف ہوں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس سوال پر ہنس پڑے کیونکہ وہ بدصورت تھے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اہلیہ کو دولہن سے تشبیہ دینا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح فرماتے تھے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اس شخص نے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح کیسا ہوتا تھا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج میں سے کسی ایک کو ڈھیلا ڈھالا کپڑا پہنایا اور فرمایا "البسيه و احمدى اللّٰه و جرّى من ذيلك هذا كذيل العروس "(اس کو پہنو اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرو اور دولہن کی طرح دامن گھسیٹتے ہوئے چلو)

(۳) ایک کم عمر صحابی کے چہرہ پر منھ سے پانی پھینکنا

حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "عقل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وعقل مجة مجها فى وجهه من دلو كان فى دارهم "(ان کے ذہن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور اس پانی کی یاد بھی محفوظ ہے جو آپ نے ڈول سے منھ میں لے کر ان کے چہرہ پر ڈال دیا تھا)۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فى هذا الحديث مشروعية ملاطفة الصبيان و تأنيسهم و فيه جواز المزاح "(اس حدیث سے بچوں کے ساتھ لطف و پیار اور ان سے انسیت پیدا کرنے کی مشروعیت اور نیز خوش طبعی کا جواز معلوم ہوتا ہے)۔

چوتھی قسم مزاح کنایہ اور توریہ

یہ وہ مزاح ہیں جس میں الفاظ صریح سے مزاح نہیں ہوتا بلکہ اس کے دور کے معنی میں مزاح کا پہلو رہتا ہے۔ اکثر مخاطب پہلے ہی مرحلہ میں اس کو نہیں سمجھ پاتا اس کی بعض صورتیں جو منقول ہیں ذکر کی جاتی ہیں:۔

(۱) اونٹنی کے بچہ پر سوار کرنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول — صلی اللہ علیہ وسلم — مجھ کو ایک اونٹ سواری کے لئے عطا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انا حاملوک علی ولد الناقة" (میں تجھ کو اونٹنی کے بچہ پر سوار کروں گا) اس شخص نے کہا کہ میں اونٹنی کا بچہ کیا کروں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وهل تلد الابل الا النوق" (اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنتی ہے)۔

(۲) اس کے شوہر کے آنکھ میں بیاض (سفیدی) ہے

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت تھی جس کو "ام ایمن" کہا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنے شوہر کی کسی ضرورت سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا "من زوجک" (تیرا شوہر کون ہے؟) اس عورت نے کہا فلاں شخص۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اھو الذی فی عینه بیاض" (کیا وہی شخص جس کے آنکھ میں سفیدی ہے؟) اس عورت نے کہا، "واللہ ما بعینه بیاض" (بخدا اس کی آنکھ میں سفیدی نہیں ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مامن احد الا بعینه بیاض" (ایسا تو کوئی بھی نہیں جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو) آپ کی مراد اس سے آنکھ کی وہ سفیدی تھی جو پتلی کے چاروں طرف آنکھ میں ہوتی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ عورت جلدی سے اپنے شوہر کے پاس آئی اور ان کے دونوں آنکھوں کو غور سے دیکھنے لگی۔انھوں نے کہا یہ کیا ہے؟ ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟ تو اس عورت نے کہا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے کہ تیرے آنکھ میں سفیدی ہے تو انھوں نے کہا: کیا تم میرے آنکھ میں سفیدی سیاہی سے زیادہ نہیں دیکھ رہی ہو؟۔

(۳) ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنا

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امہات المومنین میں سے ہیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش طبعی فرماتی تھیں۔ایک دن کا واقعہ ذکر فرماتی ہیں کہ: "صليت البارحة خلفک يا رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فركعت ، فأمسكت بأنفي مخافة الدم أن يقطر ، فضحک النبی صلى الله عليه وسلم" (میں شب گذشتہ آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہی تھی اے اللہ کے رسول — صلی اللہ علیہ وسلم — آپ نے رکوع کیا تو میں نے اپنی ناک اس اندیشہ سے پکڑ لی کہ کہیں خون نہ ٹپک پڑے — مطلب یہ ہے کہ آپ نے اتنا لمبا رکوع فرمایا کہ جھکے جھکے ناک سے خون بہنے کا خوف پیدا ہو گیا — اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے)

(۴) ابن عمر کسی کے چہرے پر مارنے کو ناپسند فرماتے تھے

حمید بن قیس کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "ماء عسفان" پر تشریف لائے، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک آزاد کردہ غلام عسفان کا حاکم تھا، وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور کہا: "والله انی لاحبک فی الله" (اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ کے لئے آپ سے محبت کرتا ہوں) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: "والله انی لابغض ضرب وجهک" (اللہ کی قسم میں تیرے چہرے پر مارنے کو

ناپسند کرتا ہوں) وہ تھوڑا سا پیچھے ہٹا اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اے ابوعبدالرحمن انھوں نے کہا: "وما شانی" (میری کس بات کی مغفرت) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنسنے لگے، کسی کہنے والے نے اس سے کہا کہ: "انما یقول لک اکرہ ضربہ" (وہ آپ سے یہ فرمارہے ہیں کہ میں اس کے مارنے کو پسند نہیں کرتا ہوں)

⑤ تجھ کو کم ظرفوں کے پیدا کرنے والے نے پیدا کیا

حضرت نافع مولیٰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ایک باندی سے دل لگی فرماتے تھے اس سے فرماتے کہ: "خلقنی خالق الکرام و خلقک خالق اللئام" (مجھ کو پیدا کیا عالی ظرفوں کو پیدا کرنے والے نے اور تجھ کو پیدا کیا کم ظرفوں کو پیدا کرنے والے نے) پس وہ باندی غصہ ہو جاتی چیخ چلاتی اور رونے لگتی اور عبداللہ بن عمر ہنستے تھے۔

مزاح مشروع کی تعریف اور اسکے ضوابط و اغراض اور اقسام نیز اسلام کے ابتدائی دور کے کچھ نمونہ کے ذکر پر یہ بحث یہیں ختم ہوتی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

وہو یہدی الی سبیل الرشاد

۲۴ رصفر ۱۴۲۸ھ بروز دوشنبہ

چوتھی فصل

مزاح ممنوع اور اس کی قسمیں، اس کے ممنوع ہونے کے دلائل اور اس کی کچھ مثالیں

مزاح ممنوع کی حقیقت

یہ مذاق کی وہ حالتیں اور صورتیں ہیں جن میں ایسے اقوال وافعال اور مقاصد شامل ہوں جن سے قرآن واحادیث میں ممانعت آئی ہوئی ہے۔

دلائل اور اہل علم کی تحریروں کے تتبع ومطالعہ کی روشنی میں مزاح ممنوع کی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں، ان میں ہر ایک دوسرے سے زیادہ پر خطر اور مذموم ہے۔

①	پہلی قسم	مزاح حرام
②	دوسری قسم	مزاح مکروہ

اب ان دونوں کا بیان ذرا تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:۔

پہلی قسم۔ مزاح حرام

اس کی دلیلیں نیز اس کی کچھ مثالیں

مزاح حرام کی حقیقت

علماء نے اس کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:۔

"ما طلب الشارع ترکه علی سبیل الحتم و الالزام و رتب علی فعله

العقاب" (مزاح حرام وہ ہے جن سے شریعت نے حتمی اور لازمی طور پر روک دیا ہو اور اس کے کرنے پر سزا مرتب کی ہو)۔

اس تعریف کی روشنی میں مزاح حرام کے کچھ نمونے بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں:۔

① مزاح حرام وہ ہے جس میں حق وصداقت کا دامن ہاتھ سے جاتا رہے، جس میں جھوٹ اور بہتان تراشی ہو اور ایسے خیالی اور غیر واقعی واقعات بیان کئے جائیں جس کا مقصد لوگوں کو ہنسانا ہو۔

② ایسا مزاح جس سے لوگ دہشت اور خوف میں آجائیں اور اس سے ان کو تکلیف پہنچ جائے، خواہ یہ قول سے یا فعل سے ہو اگرچہ ہنسی مذاق ہی کے ارادے سے ہو۔

③ ایسا مذاق جس سے اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع ہوتے ہوں، یا فرائض میں خلل اور ذکر اللہ نیز طاعت وعبادت سے غفلت پیدا ہو۔

④ ایسا مذاق جس سے مذاق کرنے والا اور جس سے مذاق کیا جارہا ہے دونوں میں سے کسی کو تکلیف پہنچے، خواہ نفسیاتی یا جسمانی یا سماجی اور معاشرتی۔ جیسے دو آدمیوں کو لڑوا دینا یا کسی کا مذاق اڑانا۔

ظاہر ہے کہ یہ سب مذکورہ امور حرام اور سخت منع ہیں۔ پھر جو مذاق بھی اس حد تک پہنچ جائے وہ بھی حرام ہو جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام قرار دیتے ہیں تو اس کے اسباب اور ذرائع کو بھی حرام کر دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا تفصیل مجھے علماء کی تحریرات سے اجمالی طور پر معلوم ہوئی ہیں، میں نے مذکورہ طریقہ پر اس کو مرتب کر کے پیش کر دیا ہے۔

مزاح کی اس قسم کے حرام ہونے پر دلائل:۔

بہت سی عام وخاص آیات، واحادیث ہیں جن سے مذاق کے اس قسم کی حرمت معلوم

ہوتا ہے جن میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:۔

① پہلی دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا" (حجرات:۱۱،۱۲)

(اے ایمان والو مذاق نہ کریں لوگ ایک دوسرے سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے ایمان کے بعد گنہگاری کا نام برا ہے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں ظالم۔ اے ایمان والو بچتے رہو بہت تہمتیں کرنے سے بیشک بعض تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو) حجرات:۱۱،۱۲

یہ حرام چیزیں ہیں ـــــ یعنی مذاق اڑانا، لمز یعنی طنز کرنا، تنابز یعنی نام بگاڑنا، تجسس یعنی ٹوہ لگانا اور غیبت کرنا ـــــ اگر مذاق میں شامل ہو جائیں تو وہ مذاق حرام ہو جائے گا۔

② دوسری دلیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا تمار اخاک و لا تمازحه" (اپنے بھائی سے جھگڑا کرو اور نہ مذاق کرو) علماء فرماتے ہیں کہ یہاں وہ مزاح مراد ہے جو ایذا اور لڑائی جھگڑا اور حقد و کینہ کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر

سے غافل کردے۔

(۳) تیسری دلیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من اشار الی أخیه بحدیدة فان الملائکة تلعنه حتی یدعه و ان کان أخاه لأبیه و أمه" (جو شخص اپنے بھائی کی طرف کسی لوہے سے اشارہ کرے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ اس سے باز آجائے اگرچہ وہ اس کا سگا بھائی ہو)۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سواء کان هذا هزلاً و لعباً ام لا لان ترویع المسلم حرام بکل حال، و لانه قد یسبقه السلاح کما صرح به فی الروایة الأخریٰ و لعن الملائکة له یدل علی أنه حرام" (ایسا کرنا خواہ بطور مذاق اور لہو ولعب کے ہو یا نہ ہو اس لئے کہ مسلمان کو دہشت زدہ کرنا ہر حال میں حرام ہے اس لئے کہ ہتھیار اس کے ہاتھ سے چھوٹ سکتا ہے، جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی صراحت آئی ہوئی ہے اور فرشتوں کا اس پر لعنت بھیجنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ فعل حرام ہے)۔

(۴) چوتھی دلیل

عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی شخص کا جوتا لے لیا اور بطور مذاق کے اس کو چھپا دیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا تروعوا المسلم فان روعة المسلم ظلم عظیم" (مسلمان کو پریشان

مت کرو، بیشک مسلمان کو پریشان کرنا بہت بڑا ظلم ہے)۔

۵ پانچویں دلیل

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک صاحب کو سواری ہی پر اونگھ آ گئی، ایک — دوسرے — صاحب نے ایک تیر ان کے ترکش سے لے لیا۔ وہ جاگ اٹھے اور گھبرا گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا یحل لرجل ان یروع مسلماً" (کسی آدمی کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو دہشت زدہ کرے)۔

۶ چھٹی دلیل

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے، ان میں سے ایک صاحب سو گئے۔ اور ایک صاحب نے جا کر ان کے پاس سے ان کی رسی لے لی وہ — سوئے ہوئے صاحب — گھبرا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا یحل لمسلم ان یروع مسلماً" (کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو خوف و گھبراہٹ میں ڈالے)۔

صاحب بذل المجہود فرماتے ہیں: "فلا یحل لمسلم ان یفزع مسلماً و لو ھازلا" (کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو دہشت اور پریشانی میں ڈالے اگرچہ بطور مذاق ہی کے ہو)

۷ ساتویں دلیل

حضرت عبداللہ بن سائب بن یزید عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لا یاخذنّ أحدکم متاع أخیه لاعباً و لا جاداً" (تم میں سے

کوئی اپنے بھائی کا سامان ہرگز نہ لے نہ مذاق میں اور نہ سنجیدگی سے)۔

⑧ آٹھویں دلیل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ألا هل عسى رجل منكم أن يتكلم بالكلمة يضحك بها القوم، فيسقط بها أبعد من السماء ألا هل عسى رجل منكم يتكلم بالكلمة يضحك بها أصحابه فيسخط الله بها عليه، لا يرضى عنه حتى يدخله النار"

(سن لو، ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کوئی ایسی بات کرے جس سے لوگوں کو ہنسائے اور وہ اس کی وجہ سے آسمان سے بھی زیادہ دوری سے گر جائے۔ سن لو، ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کوئی ایسی بات کرے جس سے وہ اپنے ساتھیوں کو ہنسائے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس پر ایسے غصہ ہوں کہ اس سے راضی ہی نہ ہوں یہاں تک کہ اس کو جہنم میں داخل کر دیں)۔

⑨ نویں دلیل

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے:

"أتدرون لم سمي المزاح مزاحاً؟ قالوا: لا، قال: لأنه أزاح صاحبه عن الحق" (کیا تم جانتے ہو مزاح کو مزاح کیوں کہا جاتا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہ اپنے ساتھی کو حق سے ہٹا دیتا ہے)۔

ان آثار کے نقل کر دینے کے بعد حضرات تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے کچھ اقوال کا ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جن سے اس قسم کے مذاق کی حرمت کی تائید ہوتی ہے۔

① حضرت عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول

"اتقوا المزاح فانه حمقة تورث ضغينة" (مذاق سے بچو کیونکہ یہ ایسی حماقت

ہے جو کینہ پیدا کرتی ہے) اور یہ معلوم ہی ہے کہ کینہ حرام ہے۔

نیز فرماتے ہیں" انما المزاح سباب الا ان صاحبه يضحك " (مذاق تو ایک گالی ہے فرق یہ ہے کہ مذاق کرنے والا ہنستا ہے)۔

۲ میمون بن مہرانؒ کا قول

"اذا كان المزاح امام الكلام فآخره الشتم و اللطام " (جب بات سے پہلے مذاق ہو تو اس کا انجام گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا ہے) اور یہ بات ثابت ہے کہ گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا ناحق طریقہ سے سخت حرام ہے۔

حضرت خالد بن صفوانؒ کا قول

"يصك احدكم صاحبه بأشد من الجندل وينشفه أحرق من الخردل ، ويفرغ عليه أحَرَّ من المرجل ثم يقول انما كنت أمازحك"

(کوئی شخص اپنے ساتھی کو پتھر سے زیادہ سخت چیز سے مارتا اور رائی کے دانے سے زیادہ تیز جلنے والی چیز سے جلاتا اور گرم پیتل سے بھی زیادہ چیز اس کے اوپر انڈیلتا ہے اور اس پر کہتا ہے کہ میں تم سے مذاق کر رہا تھا)۔

حاصل بحث

ان تمام اقوال اور افعال سے یہ معلوم ہوا کہ مزاح حرام وہ ہے جس میں کذب، جھوٹ، ظلم اور لوگوں کی ایذاء رسانی ہو اور اس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد میں خلل اور رخنہ پڑے۔ اگرچہ یہ سب بطور مذاق اور ہنسی ہی کے ہو اور اگرچہ کارٹون یا کامیڈی ہی کے طور پر ہو۔

مزاح حرام کی دوسری صورتیں

اور اسی حرام مذاق میں سے وہ مذاق ہے جس کو" اپریل فول" کہتے ہیں۔ یہ غیر مسلموں کی رسم بد ہے جس میں ان کی پیروی کرنا حرام ہے مزید براں یہ کہ اس میں اذیت رسانی اور دوسری

خرابیاں بھی ہیں۔

فائدہ: ”اپریل فول“ کی حقیقت یہ ہے کہ اندلس میں جب مسلمانوں کی حکومت کمزور ہوگئی اور عیسائیوں نے متحد ہو کر مسلمانوں کے خلاف دھاوا بول دیا جس میں مسلمانوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور وہ غرناطہ میں قلعہ بند ہو گئے تو عیسائی حکمراں فرنانڈیز نے یہ اعلان کیا کہ اگر مسلمان شہر کا دروازہ کھولدیں اور غیر مسلح ہو جائیں تو عام معافی دیدی جائے گی یہ خبر سن کر مسلمان جنگ سے رک گئے اور دروازہ کھول دیا۔ لیکن فرنانڈیز نے وعدہ خلافی کی، مسجدوں میں آگ لگادی اور ہزاروں مسلمانوں کو اس بری طرح قتل کیا کہ غرناطہ کی سڑکیں مسلمانوں کے خون سے رنگین ہو گئیں۔ یہ دلدوز واقعہ یکم اپریل ۱۴۹۲ء کو ہوا تھا۔ اس موقع پر فرنانڈیز نے مسکراتے ہوئے کہا تھا کہ ”مسلمانو، تم اپریل کے فریب خوردہ ہو“ اسی وقت سے عالم عیسائیت اس دن کو بطور جشن کے مناتی ہے جس سے مقصود مسلمانوں کی اہانت اور تحقیر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان مغرب کی نقالی کرنے میں ایسے مدہوش ہوئے کہ انہیں یہ بھی ہوش نہیں رہا کہ وہ اپنا مذاق خود اڑا رہے ہیں اور دشمن کی آرزو پوری کر رہے ہیں حالانکہ ان کی تقلید کرنا حرام ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کے عقیدے اور ان کے شعائر (شعائر اسلام) کا استہزاء بھی مزاح حرام میں داخل ہے، بلکہ اس مزاح کی حرمت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ مزاح بسا اوقات کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

اسی طرح اگر امور مقدسہ اور مقامات مقدسہ کو بطور استہزاء اور مذاق کے ذکر کیا جائے تو یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”قُلْ أَبِاللّٰهِ وَ آيَاتِهِ وَ رَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ“ (آپ کہہ دیجئے کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ مذاق کرتے ہو؟)۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی مزاح حرام میں سے ہے کہ کسی شہر کا باشندہ ہونے کی وجہ سے استہزاء کرے یا کسی محلہ کا باشندہ ہونے کی وجہ سے، تعصب کی بناء پر حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھے اور مذاق اڑائے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی مخالفت ہوتی ہے: "انما المؤمنون اخوة" (مومنین آپس میں بھائی ہیں)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَ الْمُؤْمِنُونَ وَ الْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْض يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ" (مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں)۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ" (کوئی قوم کسی کا قوم کا مذاق نہ اڑائے)

اور عصبیت کی دعوت اور پکار کے سلسلہ میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "دعوھا فانھا منتنة" (اس کو چھوڑو اس لئے کہ یہ گھناؤنی اور بدبودار چیز ہے)

اور مزاح حرام میں یہ بھی ہے — اگر چہ وہ اصلاً جائز ہو — کہ کوئی شخص کسی غیر عورت سے مذاق کرے یا کوئی عورت کسی غیر محرم مرد سے مذاق کرے، یہ سب مزاح معصیت اور گناہ کو دعوت دینے والے ہیں اور جو کام اور جو چیز حرام فعل کرنے کا سبب ہو تو ایسا کام اور ایسی حرکت کرنا بھی حرام ہوگا۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ گھر کے اندرونی ازدواجی حالات اور کیفیات اور پردہ کی باتوں کا ذکر کرنا بھی مزاح حرام ہے، اگر چہ وہ صحیح ہی ہو، جبکہ وہ بطور تفاخر اور لوگوں کو ہنسانے کے لئے کرے۔ اس ممانعت کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

"ان من أشر الناس عند الله منزلة يوم القيامة الرجل يفضى الى امرأته و

تفضی الیہ ثم ینشر احدھما سر صاحبہ "(اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہوگا جو اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرے پھر ان میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کے (ان اندرونی) راز کو باہر بیان کرے)۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ شاید کوئی مرد وہ بات بیان کرے جو اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے اور شاید کوئی عورت اس کو بیان کرے جو اس نے اپنے شوہر کے ساتھ کیا ہے، تم ایسا نہ کیا کرو کیونکہ اس کی مثال اس شیطان کی طرح ہے جو اپنے شیطان سے ملا پھر اس سے مباشرت کرنے لگا اور لوگ اس کو دیکھ رہے ہوں)۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ " الشیاع حرام" (شیاع حرام ہے) حضرت ابن لہیعہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے "وہ شخص جو جماع کرنے پر فخر کرے"۔

دوسری قسم۔ مزاح مکروہ کا بیان
اس کے دلائل اور اس کی کچھ مثالیں

مزاح مکروہ کی حقیقت

علماء کرام نے مزاح مکروہ کی تعریف اس طرح بیان فرمائی ہے" ما طلب الشارع ترکہ طلباً غیر جازم" (جس چیز کا ترک کردینا شریعت میں غیر قطعی طور پر مطلوب ہو)۔

اس تعریف کی روشنی میں چند مزاح مکروہ ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں:۔

(۱) جائز مذاق میں حد سے آگے بڑھ جانا اور اسے کئے جانا

حد سے زیادہ مذاق کرنا ہنسی کا سبب ہے اور دل کو مردہ کردیتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت سے غفلت کا سبب ہے، اس سے رعب، ہیبت اور وقار بھی جاتا رہتا ہے جو کم عقلی اور تکبر کی نشانی ہے اور بسا اوقات جھوٹ اور بہتان طرازی پر اس کو آمادہ کرتا ہے جس کے نتیجہ میں لڑائی جھگڑا اور اذیت رسانی کی نوبت آجاتی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"المزاح المنهی عنه هو الذی فیه افراط و یداوم علیه صاحبه ، فانه یورث الضحک و قسوة القلب و یشغل عن ذکر اللّٰه تعالیٰ والفکر فی مهمات الدین ، و یؤول فی کثیر من الاوقات الی الایذاء و یورث الاحقاد و یسقط المهابة والوقار"

(وہ مزاح جس سے شریعت میں روکا گیا ہے وہ ہے جس میں افراط وزیادتی ہو اور مذاق کرنے والا اس کا عادی ہو، یہ ہنسی دل کی سختی پیدا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور دین کے معاملات میں غور و

فکر کرنے سے روک دیتا ہے اور اکثر اوقات اس کا انجام تکلیف اور ایذاء رسانی ہو جاتا ہے اور حقد، کینہ کا سبب بنتا ہے اور رعب، ہیبت و وقار ختم ہو جاتا ہے)۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"المنهی عنه الافراط او المداومة عليه، اما المداومة فلانه اشتغال باللعب والهزل فيه، واللعب مباح و لكن المواظبة عليه مذمومة، أما الافراط فيه فانه يورث كثرة الضحك، و كثرة الضحك تميت القلب وتورث الضغينة فى بعض الأحوال، و تسقط المهابة، و لان الضحك يدل على الغفلة عن الآخرة" (مذاق وہ ممنوع ہے جس میں حد سے تجاوز ہو یا اس میں مواظبت ہو۔ مداومت اور ہمیشگی تو اس لئے کہ مذاق، کھیل کود میں مشغولی کو کہتے ہیں اور کھیل جائز ہے لیکن کھیلنے پر مداومت مذموم ہے۔ اور افراط اس لئے کہ مذاق زیادہ ہنسنے کا سبب ہے اور زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور بعض حالتوں میں کینہ، حسد، بغض پیدا کر دیتا ہے۔ نیز رعب اور ہیبت کو ختم کر دیتا ہے اور اس لئے کہ ہنسنا آخرت سے غافل رہنے کی دلیل ہے)۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"ان مزاح النبى - صلى الله عليه وسلم - هو مطايبات يباح مثلها على الندور لا على الدوام والمواظبة على المزاح هزل مذموم و سبب للضحك المميت للقلب" (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق ایسی خوش طبعی کی باتیں تھیں جو کبھی کبھار مباح ہیں نہ کہ دواماً اور ہمیشہ، ہمیشہ مذاق کرتے رہنا، مذموم دل لگی ہے اور ایسی ہنسی کا سبب ہے جو دل کو مردہ کر دیتی ہے)۔

(۲) ایسے شخص سے مذاق کرنا جو مذاق کرنا نہ چاہتا ہو

کیونکہ اس سے ظلم و زیادتی اور کسی کو تنگ و پریشان کرنا لازم آتا ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے

کہ جب کسی شخص کے ساتھ تکلیف دہ حرکت کی جائے گی، اس سے ناگوار بات کہی جائے گی اور وہ اس پر خاموشی اختیار کرے گا تو اس کے دل کو رنج وغم ہوگا اور اس کی فکر تشویش میں مبتلا ہوگی، اور اگر وہ اس کا مقابلہ کرے گا اور جواب دے گا تو ادب وتہذیب اور وقار وسنجیدگی سے اس کا دامن چھوٹے گا)۔

(۳) اہل علم وفضل کا عام لوگوں کے سامنے مذاق کرنا

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔"لا ینبغی للعالم ان یتبسط عند العوام حفظاً له، و متی اراد مباحاً فلیستتر به عنهم "(عالم کو اپنی حفاظت کی خاطر عوام کے سامنے بے تکلف نہ ہونا چاہئے اور اگر کوئی مباح اور جائز ہی کام کرنا چاہے تو عوام سے پوشیدہ کرے)۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"و اذا رأی العام احد العلماء مترخصاً فی امر مباح هان عندهم فینبغی علیه صیانة علمه و اقامة قدر العلم عندهم "(جب عوام کسی عالم کو کسی مباح کام میں رخصت پر عمل کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ عالم ان کی نظر میں بے وقعت ہوجاتا ہے، لہٰذا عالم کو چاہئے کہ عوام کے سامنے اپنے علم کی حفاظت اور اپنے علم ومرتبہ کا پورا پورا لحاظ رکھے)۔

اس طرح کے مذاق اور بے تکلفی سے بڑے لوگوں اور اہل علم وفضل کا وقار ساقط ہوجاتا ہے اور وہ ان پر جری ہوجاتے ہیں اور ان کا رعب جاتا رہتا ہے۔

مزاح مکرہ میں یہ بھی ہے کہ قاضی (اور مفتی) مجلس قضاء (اور مسند افتاء) میں مزاح نہ کریں تاکہ ان کا وقار اور رعب ختم نہ ہو۔

میں کہتا ہوں کہ باوجودیکہ علماء اور فضلاء کا مذاق کرنا اصل کے لحاظ سے جائز ہے اور اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیز صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور سلف صالحین کے آثار واقوال بھی ہیں لیکن ان حضرات کا مزاح شخصی اور انفرادی طور پر ہوا کرتا تھا۔ مساجد کے

منبروں اور علمی مجلسوں، عام جگہوں اور بازاروں میں نہیں ہوا کرتا تھا تاکہ ان کا مقام و مرتبہ محفوظ رہے۔

بعض سلف کا قول ہے کہ "کنا نمزح و تضحک و حین صرنا یقتدی بنا فما أراہ یسعنا" (ہم لوگ مذاق و دل لگی اور ہنسی کرتے تھے لیکن جب ہماری اقتدا اور پیروی کی جانے لگی تو پھر ہم اسے عام لوگوں کے سامنے اپنے لئے درست نہیں سمجھتے تھے)۔

(۴) مذاق میں ایسی بات کہنا جس کا معنیٰ و مفہوم ناپسندیدہ ہو۔

مزاح میں ایسی بات کرنے کو علماء نے مکروہ کہا ہے جو شرعاً ناپسندیدہ ہو۔ جیسے انسان کے پوشیدہ اور مخصوص حالات کا بطور مذاق کے ذکر کرنا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ "ان النزاهة من مثل هذا أولیٰ" (اس طرح کے کلام اور مذاق سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے)۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کی یہ صفت بیان کی جاتی ہے کہ "أنه كان لا يقول المنكر، و يعرض عمن يتكلم بغير جميل و يكنى عما اضطره الكلام اليه مما يكرهه" (آپ کوئی منکر (خلاف شرع) بات نہیں کہتے تھے اور ایسے شخص سے رخ پھیر لیتے تھے جو نامناسب گفتگو کرتا، اور اگر مجبوراً کوئی ناپسندیدہ کہنی ہی پڑتی تو اشارہ کنایہ میں کہتے)۔

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے ناگفتہ بہ کلام کے ذریعہ مزاح کرنے کی ایک مثال ذکر فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:۔

"حكى عن الامام القشيرى أنه وقف عليه شيخ من الأعراب فقال له: يا أعرابى، ممن أنت؟ قال: من بنى عقيل. قال: من بنى خفاجة؟ فقال القشيرى: رأيت شيخاً من بنىَ خفاجة، فقال الأعرابى: و ما شانه؟ فقال له: اذا جن الظلام حاجة، فقال الأعرابى: ما هى؟ قال: كحاجة الديك الى الدجاجة، فاستغرب الاعرابى وقال: قاتلك الله، ما أعرفك بسرائر القوم؟" (امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ

سے منقول ہے کہ ان کے پاس ایک بدو شیخ آکر کھڑا ہوا تو انھوں نے اس سے پوچھا، اے بدو، تم کس قبیلہ سے ہو؟ اس نے کہا، قبیلۂ بنو عقیل سے، انھوں نے کہا کہ بنی عقیل کی کس شاخ سے؟ اس نے کہا کہ بنو خفاجہ سے۔ امام قشیری نے فرمایا کہ میں نے بنو خفاجہ کے ایک شیخ کو دیکھا ہے، اعرابی نے کہا، اس کی کیا حالت ہے؟ انھوں نے کہا کہ جب رات تاریک ہو جائے تو اس کی ایک ضرورت ہوتی ہے۔ اعرابی نے کہا وہ ضرورت کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ جیسے مرغ کو مرغی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اعرابی بہت ہنسا، کہنے لگا اللہ تیرا برا کرے تم قوم کے رازوں سے کس قدر واقف ہو!!)

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فانظر کیف بلغ القشیری بهذا المزاح غایته و لسانه نزح و عرضه مصون، لکنه مستکره الفحوی والنزاهة عن مثله أولیٰ" (دیکھو، امام قشیری نے کس طرح اپنا مقصد اس مذاق کے ذریعہ حاصل کرلیا اور ان کی زبان بھی نامناسب الفاظ بولنے سے پاک صاف رہی اور ان کی عزت بھی محفوظ رہی، لیکن پھر بھی یہ مذاق اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ سے نامناسب اور ناپسندیدہ ہے اور اس طرح کے مذاق سے پرہیز کرنا ہی بہتر اور افضل ہے)

اسی طرح کا ایک واقعہ ابو معاویہ ضریر کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گئے اور یہ اشعار پڑھے۔

فاذا المعدة جاشت فار مها با لمنجنیق
بثلاث من نبیذ لیس بالحلو الرقیق

(جب معدہ میں جوش اٹھے تو اس کو منجنیق سے مارو۔ ایسے تین نبیذ سے جو میٹھا اور سیال نہ ہو)

دیکھئے اس مذاق کے ذریعہ انھوں نے کس طرح اپنے ہی نفس پر ایسی تہمت لگائی جس

سے وہ بَری اور کوسوں دور رہے ہوں گے۔

⑤ جائز مذاق کا مشغلہ بنالینا۔

پیچھے گذر چکا ہے کہ جھوٹا مذاق کرنا قطعاً حرام ہے۔ خواہ عارضی اور وقتی ہی کیوں نہ ہو، یا لوگوں کو ہنسانے کے لئے مذاق کو مشغلہ بنالیا ہو۔ اس سے وہ مذاق مستثنیٰ ہے، جس میں توریہ ہو، جس کا ذکر عبداللہ بن رواحہ کے قصہ میں گذر چکا ہے، جو ان کی بیوی کے ساتھ پیش آیا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خاموشی اختیار فرما کر مہر تصدیق ثبت فرمائی، البتہ یہ رعایت ملحوظ رکھنی چاہئے کہ اس میں بہت ڈھیل نہ ہو جائے۔

بہرحال اگر انسان سچے مذاق کو اپنی عادت اور مشغلہ بنالے تا کہ لوگوں کو ہنسائے اور ان کو خوش اور مسرور کرے تو علمائے کرام کے قول کے مطابق یہ مکروہ ہے اس لئے کہ اس کا مشغلہ بنالینا درحقیقت فضول اور لغو میں انہماک ہے نیز اللہ تعالیٰ سے غفلت میں ڈوب جانا ہے اور مزاح میں حد سے تجاوز ہے جو شرعاً منع ہے۔ ابھی پچھلے ہی صفحات میں اس کی مفصل بحث گذر چکی ہے۔ مزید براں یہ کہ یہ ایسی چیز ہے جو اقتصادی اور معاشی لحاظ سے بھی فائدہ مند نہیں ہے۔ بلکہ سراسر بطالت اور نااہلی ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"من الغلط العظيم ان يتخذ الانسان المزاح حرفة يواظب عليه و يفرط فيه" (ایک بڑی خطا اور غلطی یہ ہے کہ انسان (جائز) مذاق کو پیشہ بنالے کہ ہمیشہ مذاق ہی کرتا رہے اور اس میں حد سے آگے بڑھ جائے)۔

میں کہتا ہوں کہ ظاہر ہے کہ یہ حکم ان تمام پیشوں کو عام ہے، جن کا نام کامیڈی، یا کارٹون کے خاکے وغیرہ ہیں اسی طرح کے ان کاموں میں وقت لگانے کا بھی یہی حکم ہے۔

مزاح مکروہ کی مذمت پر دلائل:۔

(۱) پہلی دلیل:۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں" وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ "(اور جولوگ فضول اور بیکار بات پر دھیان نہیں کرتے)۔

اور ارشاد فرماتے ہیں: "وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا "(اور جولوگ شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گذرتے ہیں کھیل کی باتوں پر تو نکل جائیں بزرگانہ یعنی سنجیدگی سے)۔

یہ اور اسی طرح کی دوسری آیات واحادیث نبوی جولغو ولایعنی باتوں کی کراہیت کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور نیکی کی بات کہنے کی ترغیب دیتی ہیں ہے۔

حدیث مشہور ہے کہ "وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خيراً أو ليصمت "(جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ بھلائی کی بات کہے یا خاموش رہے)۔

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مزاح مباح میں افراط یا اس پر مواظبت کرنا لغو بات ہے اس لئے کہ اس میں کم سے کم وقت کی بربادی تو ہے ہی اور فائدہ کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ لغت میں لغو کے معنی ہی یہی ہیں۔

یہ حدیث اجمالی طور پر ہمارے موضوع کی ایک عام دلیل ہے حالانکہ میرے علم کے مطابق کسی عالم نے اس موقع سے اس کو ذکر نہیں کیا جبکہ اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

(۲) دوسری دلیل:۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم "لا تمار أخاك و لا تمازحه "(اپنے بھائی سے نہ لڑائی جھگڑا کرو اور نہ اس سے مذاق کرو) یہ حدیث مزاح حرام کو بھی شامل ہے جیسا کہ پیچھے گذرا۔

اور مذاق مکروہ کو بھی شامل ہے۔ جس کی بعض صورتیں علماء نے بیان فرمائی ہیں اور جو ابھی ذکر کی گئی ہیں۔

③ تیسری دلیل :۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایاکم و کثرۃ الضحک فانھا تمیت القلب " (تم زیادہ ہنسنے سے بچو اس لئے کہ وہ دل کو مردہ کر دیتا ہے) اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے "اقل الضحک فان کثرۃ الضحک تمیت القلب " (ہنسا کم کرو بیشک زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے)

④ چوتھی دلیل :۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " لو تعلمون ماأعلم لضحکتم قلیلاً و لبکیتم کثیر اً " (اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ)۔

⑤ پانچویں دلیل :۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الا ھل عسیٰ رجل منکم ان یتکلم با لکلمۃ یضحک بھا القوم فیسقط بھا أبعد من السماء الا ھل عسی رجل منکم یتکلم با لکلمۃیضحک بھا اصحابہ فیسخط اللہ بھا علیہ لا یرضی عنہ حتی ید خلہ النار " (سن لو، ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کوئی ایسی بات بولے جس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے اور اس کی وجہ سے آسمان سے بھی زیادہ دوری سے گرا دیا جائے۔ سن لو، ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی ایسی بات بولے جس سے اپنے ساتھیوں کو ہنسائے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس پر غصہ ہو جائیں اور اس وقت تک اس

سے راضی نہ ہوں جب تک کہ اس کو جہنم میں نہ داخل کر دیں۔

⑥ چھٹی دلیل:۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا تکثروا الکلام بغیر ذکر الله فان کثرة الکلام بغیر ذکر الله قسوة للقلب و ان ابعد الناس من الله تعالیٰ القلب القاسی" (اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زیادہ بات مت کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زیادہ بولنا دل کی سختی ہے اور لوگوں میں اللہ تعالی سے سب زیادہ دور وہ دل ہے جو سخت ہو) یہ ایسی حدیث ہے جو ہمارے اس مرض کی اصلاح کے لئے کافی ہے جس میں ہم آج مبتلا ہیں۔ میرے علم کے مطابق اس حدیث کو بھی کسی نے مسئلہ مزاح کے تعلق ذکر نہیں کیا ہے حالانکہ یہ مزاح مکروہ کی بعض قسموں پر صادق آتی ہے۔

⑦ ساتویں دلیل:۔

علماء اور صلحاء کے وہ اقوال اور آثار ہیں جو زیادہ ہنسنے اور لغویات کی کراہت اور ناپسندیدگی کے سلسلہ میں وارد ہوئے ہیں۔ چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:۔

① حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت اپنے صاحبزادہ کو:۔

"ایاک و کثرة الضحک فانها تمیت القلب" (زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے)۔

② حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول:۔

"من کثر ضحکه قلت هیبته و من مزح استخف به" (جس نے اپنی ہنسی میں زیادتی کی اس کا رعب کم ہوا اور جس شخص نے مذاق کیا وہ ذلیل ہوا) مراد یہ ہے کہ جس نے کثرت سے مزاح کیا اس لئے کہ اصل مذاق تو جائز ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "و من اکثر من شئی عرف به، و من کثر کلامه کثر سقطه و من کثر سقطه قل حیاء ہ و من قل حیاء ہ قل ورعه و من قل ورعه مات قلبه" (جو شخص کوئی کام کثرت سے کرتا ہے وہ اس سے مشہور ہو جاتا ہے اور جو زیادہ بات کرتا ہے اس کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں ان کی حیاء کم ہو جاتی ہے اور جس کی حیاء کم ہو جاتی ہے اس کی پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے اور جس کی پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے)۔

(۳) حضرت سعید بن العاصؓ کی نصیحت اپنے صاحبزادہ کو:۔

"اقتصد فی مزحک، فالافراط فیه یذهب بالبهاء و یجرئ علیک السفهاء" مذاق میں میانہ روی اختیار کرو کیونکہ اس میں زیادتی رونق کو ختم کر دیتی ہے اور کمترین لوگوں کو تم پر دلیر بنا دے گی۔

ان اقوال کی تائید میں اکابر تابعین کے کچھ اقوال نقل کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں:۔

(۱) جعفر بن محمد کا قول:۔

"ایاکم والمزاح فانه ذهب بماء الوجه" (مزاح سے پرہیز کرو، اس سے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے)

(۲) محمد بن منکدر کا قول:۔

وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میری اماں جان نے کہا: "یا بنی، لا تمازح الصبیان فتهون عندهم" (اے بیٹے، بچوں سے مذاق مت کیا کرو ــــ اگر کرو گے ــــ تو انکے نزدیک تم بے وقعت ہو جاؤ گے)۔

(۲) ابراہیم نخعی کا قول:۔

"لا یکون المزاح الا من سخف أو بطر" مزاح تو صرف کم عقلی اور تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے)۔

ان مذکورہ دلائل اور آثار سے ابن مفلح کی وہ بات سمجھ سکتے ہیں جو انھوں نے علماء کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے مزاح میں مشغول ہونے کو پسند نہیں فرمایا ہے، اس کا انجام برا ہے اور یہ بے آبروئی کا سبب ہے اور اس سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور بھائی چارگی کا تعلق خراب ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا علماء کے علاوہ حسن بصری، عمر بن عبد العزیز، میمون بن مہران، عطاء سلمی اور عبداللہ بن ابی یعلی رحمہم اللہ نے بھی اس قسم کے مزاح کو ناپسند فرمایا ہے۔

خلاصہ:

خلاصہ بحث یہ ہے کہ ایسے تمام مذاق اور دل لگی جس میں افراط ہو اگر چہ وہ مذاق حق ہی ہو یا جس کو پیشہ بنالیا گیا ہو یا جس سے مذاق کیا جارہا ہے اسکو مذاق کرنا گوارہ نہ ہو یا مذاق نا گوار، ناپسندیدہ باتوں پر مشتمل ہو تو ایسے سارے مذاق مکروہ ہیں اس لئے کہ اس سے دینی، معاشرتی ذہنی اور اقتصادی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

تم الفصل الرابع بحمد للہ وتوفیقہ

سید محمد ضیاء الدین مظاہری

۲۶ رصفر المظفر ۱۴۲۹ھ یوم الاربعاء

پانچویں فصل

مذاق کرنے والے کے تصرفات کے فقہی اور قانونی آثار اور نتائج

جمہور فقہائے کرام نصوص شرعیہ کے رو سے اس پر متفق ہیں کہ مذاق کرنے والا اپنے مذاق کا جواب دہ ہے اور قضاءً اور دیانۃً اس پر گرفت کی جائے گی۔ اور خصوصاً جبکہ وہ مذاق دوسروں کے حقوق پر اثر انداز ہو کیونکہ یہ اصول مشہور ہے کہ حقوق العباد کی بنیاد نزاع اور جھگڑے پر ہے (کہ جو چیزیں جھگڑے کا سبب بنیں ان کا تعلق حقوق العباد سے ہے) اس کی تفصیل درج ذیل چار مباحث میں ذکر کی جاتی ہے)۔

① پہلی بحث

مذاق کرنے والے کے تصرفات کے وہ آثار ونتائج جو نجی زندگی (پرسنل لائف) کے حالات پر پڑتے ہیں جیسے نکاح، طلاق، رجعت، نذر ومنت اور عتق (یعنی غلام وباندی کی آزادی) وغیرہ مسائل۔

علماء نے ذکر فرمایا ہے کہ مذاق کرنے والے کے وہ مذاق جو قول اور زبان سے ہوں، نکاح، طلاق اور رجعت میں اثر انداز ہوتے ہیں اور زبان سے نکلے ہوئے الفاظ (گو مذاق ہی میں ہوں) ان چیزوں میں بالاجماع نافذ ہوجائیں گے۔

اس کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ثلاث جدهن جد و هزلهن جد : النكاح و الطلاق و الرجعة" (تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو سنجیدگی سے ہوں تب بھی نافذ ہیں اور مذاق کے ہوں تب بھی نافذ ہیں: نکاح، طلاق اور رجعت)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"والعمل على هذا عند اهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وغيرهم" (امام ترمذی فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور دوسرے اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"والحديث يدل على أن من تلفظ هازلاً بلفظ نكاح أو طلاق أو رجعة

وقع منه ذلك "(حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص مذاق میں بھی نکاح یا طلاق یا رجعت کا لفظ بولدے گا تو وہ واقع ہو جائے گی)۔

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ان نكاح الهازل ينعقد و يلزمه مو جبه للحديث الآنف "(بیشک مذاق کرنے والے کا نکاح منعقد ہو جائے گا اور اس کے موجبات، مذکورہ بالا حدیث کی رو سے لازم ہو جائیں گے)

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"طلاق الهازل يقع،وهو مروى عن ابى حنيفة و ابى يو سف و ذلك لان الهازل مكابر فيستحق التغليط "(مذاق کرنے والے کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ یہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف سے مروی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مذاق کرنے والا درحقیقت مکابرہ اور حق کا انکار کرتا ہے اس لئے وہ اس کا مستحق ہے کہ اس پر سختی کی جائے)

امام حطاب مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ان طلاق الهازل يقع ظاهراً و باطناً و كذالك سائر تصرفاته كالنكاح و الرجعة "(مذاق کرنے والے کی طلاق ظاہراً اور باطناً (یعنی قضاء اور دیانۃً) واقع ہو جائے گی اور اسی طرح اس کے تمام تصرفات جیسے نکاح اور رجعت وغیرہ بھی نافذ ہوں گے)

اور شافعیہ کی کتاب "اسنی المطالب" میں ہے:

"يقع طلاق الهازل و كذا نكاحه، وسائر تصرفاته ظاهراً و باطناً و لوقالت له زوجته فى معرض الدلال والاستهزاء : "طلقنى "فقال :"طلقتك" وقع وذلك لانه أتى باللفظ عن قصد و اختيار و علم رضاه بوقوعه لا اثر له، و ذلك لخبر: "ثلاث جدهن جد و هزلهن جد: النكاح والطلاق والرجعة"

(مذاق کرنے والے کی طلاق واقع ہوجائے گی اور اسی طرح اس کا نکاح بھی اور اس کے تمام معاملات بھی ظاہراً و باطناً یعنی قضاءً و دیانۃً نافذ ہوں گے۔ اگر اس کی بیوی نے ناز و انداز یا ہنسی مذاق میں یہ کہا کہ مجھ کو طلاق دیدو اور شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدیا تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ اس لئے کہ شوہر نے ان الفاظ کو اپنے قصد اور ارادہ سے کہا ہے اور اس کا عدم رضا اثر انداز نہ ہوگا۔ یہ اس حدیث کی وجہ سے ہے "ثلاث جدھن جد و ھزلھن جد :النکاح و الطلاق والرجعة "(یعنی تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی سنجیدگی تو سنجیدگی ہیں ہی ان کا مذاق بھی سنجیدگی ہیں: نکاح، طلاق اور رجعت)۔

ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے:

"انہ اذا عقد النکاح ھازلاً صح لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : ثلاث جدھن جد و ھزلھن جد "(اگر ہنسی مذاق میں نکاح کرے گا تو نکاح درست ہو جائے گا اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی سنجیدگی تو سنجیدگی ہیں ہی ان کا مذاق بھی سنجیدگی ہیں: نکاح، طلاق اور رجعت)۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من نکح لاعباً أو طلق لاعباً أو عتق لاعباً جاز "(جس نے ہنسی کھیل میں نکاح کیا یا طلاق دیا یا آزاد کیا تو وہ نافذ ہوگا)۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اربع جائزات اذا تکلم بھن : الطلاق والنکاح والعتاق والنذر"

(چار چیزیں جب بولی جاتی ہیں تو وہ نافذ ہوجائیں گی: طلاق، آزادی اور نذر و منت)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

"اربع لا لعب فيهن : الطلاق والعتاق والنكاح و النذر "(چار چیزوں میں ہنسی کھیل کا اعتبار نہیں ہے: طلاق، عتاق، نکاح اور نذر)۔

ابن قدامہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"انه لا خلاف في ان صريح الطلاق لا يحتاج الى نية ، بل يقع من غير قصد . سواء قصد المزح أو الجد ، لحديث "ثلاث جدهن ....." ثم نقل عن ابن المنذر قوله : أجمع كل من أحفظ عنه من اهل العلم على ان جد الطلاق و هزله سواء روى هذا عن عمر بن الخطاب و ابن مسعود . و نحوه عن عطاء و عبيدة و به قال الشافعي و ابو عبيد . وقال ابو عبيد : وهو قول سفيان و أهل العراق"

(اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ طلاق صریح نیت کی محتاج نہیں ہے، بلکہ یہ بغیر ارادہ اور نیت کے بھی واقع ہو جاتی ہے، خواہ مذاق کا ارادہ ہو یا طلاق دینے کا ارادہ ہو کیونکہ "حدیث میں ہے "ثلاث جدهن ...."۔ پھر ابن قدامہ نے ابن المنذر کا قول نقل کیا ہے کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ قصداً طلاق دینا اور مذاقاً طلاق دینا دونوں برابر ہیں۔ یہی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اسی کے مثل حضرت عطاء اور عبیدہ سلمانی سے بھی مروی ہے اور یہی امام شافعی اور ابو عبیدہ کا قول ہے۔ حضرت ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ یہی قول سفیان اور اہل عراق کا ہے)۔

② دوسری بحث

مذاق کرنے والے کے ان تصرفات کا اثر جن کا تعلق مالی معاملات وغیرہ سے ہے

جمہور فقہاء کا اجماع ہے کہ مذاق کرنے والے کے تصرفات مالی معاملات وغیرہ میں اجمالاً مؤثر ہوں گے اور اس کا وہ قول جس کو مذاق میں استعمال کیا ہے ظاہراً اور باطناً دونوں صورتوں، خرید وفروخت، اقرار، حق شفعہ، وصیت اور تمام تصرفات میں نافذ ہوگا۔

اس سلسلہ میں بعضے کچھ علماء نے اختلاف کیا ہے، جمہور کی دلیل وہی حدیث مذکور "ثلاث جدھن جد ......" ہے۔ اصل تو یہی ہے کہ مازح کے تمام تصرفات اور عقود منعقد ہو جائیں گے اگرچہ اس نے اس کو بطور مذاق کے یہ کہا ہو تا کہ عاقل کا کلام لغو اور فضول ہونے سے بچ جائے۔

علماء فرماتے ہیں کہ تین یا چار کی تخصیص علی اختلاف الروایات — ایک روایت میں ثلاث والی حدیث میں عتق بھی ہے آبرو اور شرمگاہوں کے معاملہ میں شریعت کے تاکیدی اہتمام اور احتیاط اور غلاموں کی آزادی کی ترغیب کی وجہ سے ہے۔ اور ابھی اس حدیث کی کئی روایات اور حضرت عمر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کئی اقوال اس کے متعلق ذکر کئے جا چکے ہیں۔

اس قول کے مخالفین نے ظاہر حدیث سے استدلال کیا ہے اور صرف اس کے ظاہری مضمون ہی پر اقتصار کیا ہے ورنہ وہ رضامندی جو اس آیت میں منصوص ہے اور جو خرید وفروخت وغیرہ معاملات کے بارے میں وارد ہے فوت ہوتی نظر آتی ہے: "الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم" (مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے تجارت ہو)۔

بیع اور ہبہ میں مزاح کا دعویٰ کرنا۔

مالکیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ان قال البائع : أبيعك سلعتي بكذا أو اعطيكها بكذا فأجابه المشتري بما يدل على الرضا . فقال البائع :لم ارد البيع انما أردت اختبار ثمنها ، أو قال كنت مازحاً، أو نحو ذلك فانه يحلف أنه ما اراد بقوله : أبيعكها ليجاب البيع، انما اراد به ما ذكره من اختبار الثمن والمزاح . فان حلف لم يلزم البيع ، و ان نكل عن اليمين يلزمه البيع . أما اذا أتى بصيغة الماضي بأن قال : بعتكم بكذا ، أو قد اعطيتكها بكذا ، أو قال : قد أخذتها بكذا — كل ذلك بصيغ الماضي — فرضي المشتري . ثم ابى البائع و قال : ماردت البيع بل كان مزحاً لم ينفعه و لزمه البيع"

(اگر بیچنے والے نے کہا کہ "میں تم سے اپنا سامان اتنے دام میں بیچتا ہوں" یا "میں تجھ کو اسے اتنے میں دیتا ہوں" اور خریدنے والے نے ایسے الفاظ سے جواب دیا جس سے رضامندی معلوم ہوتی ہو، پھر بیچنے والے نے کہا کہ "میں نے بیچنے کا ارادہ نہیں کیا تھا، میرا ارادہ تو اس کی قیمت کا اندازہ کرنا تھا، یا بائع نے کہا کہ "میں تو مذاق کر رہا تھا" یا اسی طرح کوئی اور بات کہی تو لیکن صورت میں وہ حلف اٹھائے کہ میں نے اپنے قول سے بیچنے کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ قیمت کا اندازہ لگانے کا یا مذاق کا ارادہ کیا تھا۔ اگر وہ قسم کھالے تو بیع لازم نہ ہوگی اور اگر قسم سے انکار کرے تو بیع لازم ہو جائے گی۔ لیکن اگر ماضی کا صیغہ استعمال کرے اور کہے "میں نے یہ سامان تجھ سے اتنے میں بیچا" یا کہے "میں نے تجھ کو وہ سامان اتنے میں دیا" یا کہے "میں نے اس کو اتنے میں لیا" یہ سب اس نے ماضی کے صیغے سے کہا —— اور خریدنے والا راضی ہو گیا۔ پھر بیچنے والے نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے بیچنے کا ارادہ نہیں کیا ہے بلکہ وہ تو ایک مذاق تھا۔ تو اس کا یہ کہنا اس کو کچھ

فائدہ نہ دے گا اور بیع لازم ہو جائے گی)

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس میں دو قول ہیں: (۱) صحیح ہے (۲) باطل ہے۔ اسی طرح بعض احناف کے نزدیک ہبہ بھی صحیح ہے اگر چہ بطور مزاح ہی کے ہو اور قبضہ کر لینے پر وہ ہبہ لازم ہو جائے گا۔

اقرار میں مزاح کا دعویٰ کرنا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"لو اقر شخص لرجل بحق، ثم قال مزحت، فان صدقه بأنه مزاح لم يحل له اخذه و ان كذبه و كان صادقاً بالاقرار الاول عنده وسعه أخذ ما أقر له به و ان شك احببت له الوقوف فيه"

(اگر کوئی شخص کسی آدمی کے کسی حق کا اقرار کرے پھر کہے کہ میں نے مذاق کیا تھا تو اگر وہ شخص تصدیق کر دے کہ ہاں یہ مذاق ہی ہے تو اس کا لینا حلال نہیں ہے اور اگر وہ اس کو جھٹلا دے اور اس کے نزدیک وہ پہلے اقرار میں سچا تھا تو اس کے لئے اس چیز کا لینا جائز ہے، اور اگر شک ہو تو پھر میں اس سلسلہ میں وقوف پسند کرتا ہوں)۔

③ تیسری بحث

مذاق کرنے والے کے ان تصرفات کے آثار اور نتائج جو قضاء، عقوبات اور شہادات سے تعلق رکھتے ہیں

اس میں چار مسائل ہیں:۔

① پہلا مسئلہ:

قاضی کا مجلس قضاء میں مزاح کرنا۔

حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں کہ:۔

"انہ ینبغی للقاضی اذا اراد الجلوس للقضاء ان یخرج وھو علی اعدل الاحوال: لا جائع و لا عطشان و لا کسلان و لا یقضی وھو غضبان، ولا یمزح مع خصم و لا یسارہ و لا یضحک فی وجھہ ...... لأن ھذہ الامور تشغلہ عن الفہم و تمنعہ من الحکم و تذھب بالمھابۃ"

(قاضی کو چاہئے کہ جب وہ مسند عدالت پر بیٹھنے کے لئے نکلے تو وہ نہایت اعتدال کی حالت میں ہو کہ اس وقت نہ وہ بھوکا ہو نہ پیاسا ہو نہ ہی سست ہو اور نہ وہ غصہ کی حالت میں فیصلہ کرے اور نہ کسی فریق سے مزاح کرے اور نہ اس سے چپکے چپکے کوئی بات کرے اور نہ اس کے سامنے ہنسے کیونکہ یہ تمام امور ایسے ہیں جو معاملہ کے سمجھنے سے اس کو مشغول کرتے ہیں اور فیصلہ کرنے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں نیز رعب اور ہیبت کو ختم کردیتے ہیں)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"لا یجوز للقاضی ان یؤثر احد الخصمین بشیء من الاکرام و لا یمازحہ

ان شرف بعلم او حرية او والدية او غيرها لكسر قلب الآخر و اضراره "(قاضی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ فریقین میں سے کسی کا احترام واکرام کر کے اس کو ترجیح دے اور نہ یہ کہ اس سے مذاق کرے، اگر چہ وہ علم میں، آزادی میں، والدیت یا اس کے علاوہ کسی چیز میں ممتاز ہو، کیونکہ اس سے دوسرے فریق کی دلشکنی ہوگی اور اسکو نقصان پہنچے گا)۔

امام بہوتی فرماتے ہیں:

"يسن للقاضي ان لا يهزل و لا يمجن ، لان ذلك يخل بهيبته "(قاضی کے لئے مسنون ہے کہ ہنسی مذاق اور ٹھٹھوں نہ کرے اس لئے کہ اس سے اس کی ہیبت اور رعب و داب میں خلل پڑے گا)۔

(۲) دوسرا مسئلہ:

کسی فریق کا مجلس قضاء میں مزاح کرنا:۔

علماء فرماتے ہیں کہ قاضی کو بغیر تشدد کے اپنے کام وارادہ کا مضبوط اور بغیر کمزوری کے نرم دل، بردبار اور سوچ سمجھ کر کام کرنے والا ہونا چاہئے، ہوشیار اور حاضر دماغ ہونا چاہئے کہ کوئی اس کی غفلت سے اس کو نقصان نہ پہنچا سکے اور بے خبری میں کوئی اس کو دھوکہ نہ دے سکے اور رعب ونمت والا ہو۔ اور قاضی کو چاہئے کہ جب کوئی فریق کوئی نامناسب حرکت کرے تو اس کو جھڑک دے اور اگر وہ بے ادبی کرے تو اس کو دھمکا دے اور اسکو مناسب تادیب اور سزا دے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حکم اسکو بھی شامل ہے کہ قاضی کو مجلس قضاء میں کسی بھی فریق کو مزاح کرنے سے روک دینا چاہئے اسلئے کہ اس سے وہ اس کا رعب ختم کردے گا اور مجلس قضا میں فساد برپا کردے گا اور لوگوں کو جری بنادے گا۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ ایک شخص نے قاضی محمد بن عمران الطلحی (جو کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی نسل سے تھے) اور جو بنوامیہ کے آخری

قاضیوں میں سے ہیں) کوئی بات کی۔ قاضی صاحب نے اپنے محافظ کو حکم دیا کہ اس کو سامنے بندھے ہوئے گدھے کے پیروں کے پاس کھڑا کردو۔ اس شخص نے مذاق کے لہجہ میں کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے، وہ کس طرح کھیلے گا؟ قاضی صاحب نے فرمایا: تو میرے ساتھ مذاق اور شوخی کرتا ہے؟ اے فلاں اس کو لے جاؤ اور قید خانہ میں ڈالدو۔

(۳) تیسرا مسئلہ:

ایسا مذاق کرنے والے کی سزا جو دوسرے کے امن وامان کے لئے خطرہ ہو۔

اسلام کو دوسروں کی جان اور عزت اور ان کے مال وملکیت کے امن وحفاظت کا جتنا اہتمام ہے وہ کچھ پوشیدہ نہیں ہے اس لئے شریعت نے حدود وقصاص اور تعزیرات کی ایسی سزائیں ان لوگوں کے لئے مقرر کی ہیں جو لوگوں یا معاشرہ کے امن وامان کے لئے خطرہ بنیں اگرچہ وہ کسی بھی نام سے ہو یا مذاق ہی کے نام سے کیوں نہ ہوں جو انہیں ان جرائم سے باز رکھیں۔

اس کی روشنی میں بعض مالکیہ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ جو شخص جو کسی جماعت میں بطور مذاق کے چاقو تان لے تو اس کو دس کوڑے مارنے کی سزا دی جائے گی اور جس نے بطور مذاق کے ڈروانے کے لئے تلوار سونت لی تو اس کو بیس کوڑے مارے جائیں گے۔ بظاہر اس حکم تعزیری کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"لا يشير احدكم على اخيه بالسلاح فانه لا يدرى لعل الشيطان ينزع في يده" (تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، وہ نہیں جانتا ہے کہ ہوسکتا ہے شیطان اسکے ہاتھ سے کھینچ لے)۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

"من اشار الى اخيه بحديدة فان الملائكة تلعنه حتى يدعه و ان كان أخاه

[illegible]

۳ [illegible]

[illegible]

[illegible]

مسلمانوں میں سے دو عادل لوگوں کو گواہ [illegible]

اس آیت کی روشنی میں [illegible]

"[illegible] لا تقبل شہادۃ [illegible]"

يقع منه من الهزل لما يتصف به غالباً من سفه و مجون و عدم مبالاة بالناس"

(ایسے شخص کی شہادت رد کر دی جائے گی اور قبول نہ کی جائے گی جو کثرت سے مذاق کرتا ہو اور جسکے اندر شرافت نہ ہو اور جس کو یہ پرواہ نہ ہو کہ وہ مذاق میں کیا کچھ کر رہا ہے کیونکہ یہ شخص عموماً احمق، چھچھورا اور لوگوں کے ساتھ برتاؤ میں لاپرواہ ہوتا ہے)۔

اس بناء پر جو شخص اس حالت اور ان صفات کا حامل ہو تو اس کی شخصیت کی تو ثیق و معتبر سمجھا جائے گا اور نہ اس کی بات اور گفتگو کو معتبر مانا جائے گا، اور نہ اس کی گواہی قبول کی جائے گی اس لئے کہ وہ ان عادل، ثقہ اور سچے لوگوں میں سے نہیں ہے۔ جن کی شہادت کے قبول کرنے کی اللہ تعالیٰ نے شرط لگائی ہے تا کہ ان کے ذریعہ لوگوں کے حقوق ثابت کئے جا سکیں۔

④ چوتھی بحث

مذاق کے ایسے معاملات جو کفر یا ارتداد سے تعلق رکھتے ہوں

حضرت ابن عابدین (علامہ شامیؒ) رحمہ اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں:

"ان المسلم اذا هزل بلفظ كفر، أو سجد لصنم او وضع مصحفاً في قاذورة فهو مرتد عن الاسلام و لو كان هازلاً او ان لم يعتقده و ذلك لاستخفاف و الاستهانة بالدين، وهو ككفر العناد كمن صدقه بقلبه و امتنع من الاقرار بالشهادتين عناداً"

(مسلمان جب کسی کفریہ لفظ کے ذریعہ مذاق کرے یا بت کو سجدہ کرے یا قرآن کریم کو کسی گندی جگہ رکھ دے تو وہ اسلام سے مرتد ہو گیا اگرچہ بطور مذاق ہی کے کیا ہو اور اگرچہ یہ اس کا عقیدہ نہ ہو۔ یہ اس وجہ سے کہ اس نے دین کی اہانت اور بے وقعتی کی ہے اور یہ عناد (یعنی ضد اور دشمنی میں کفر کرنے) کی طرح ہے جیسے وہ شخص جو دل سے تو تصدیق کرتا ہے لیکن ضد اور عناد کی وجہ

ہے کلمہ شہادت کا اقرار نہیں کرتا کہ ایسا شخص کافر ہے)۔

ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ومن سب الله تعالیٰ كفر سواء مازحاً أو جاداً و كذالك من استهزأ بالله تعالیٰ أو بآياته أو برسله او كتبه ، قال الله تعالى : و لئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب ، قل أبا لله و آياته ورسوله كنتم تستهزؤن ، لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم" و ينبغي ان لا يكتفى من الهازل بذلك بمجر د الاسلام حتى يؤدب أدباً يز جره عن ذلك"

(جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہا وہ کافر ہو گیا خواہ مذاق سے کہا ہو یا قصداً کہا ہو۔ اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہو گیا جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ استہزاء کیا یا اس کی آیتوں یا اس کے رسولوں یا اسکی کتابوں کے ساتھ استہزاء کیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "اور اگر تو ان سے پوچھے تو وہ کہیں گے کہ ہم تو ہنسی اور دل لگی کرتے تھے۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا اللہ سے اور اس کے حکموں سے اور اس کے رسولوں سے تم استہزاء کرتے تھے، بہانے مت بناؤ تم تو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے" اور مناسب ہے کہ ایسے شخص کے صرف اسلام قبول کر لینے ہی پر اکتفاء نہ کیا جائے یہاں تک کہ اسکو ایسی سزا دی جائے جو آئندہ ایسی حرکت سے اس کو باز رکھے)۔

اور بعض مالکیہ فرماتے ہیں:۔

"اذا شد المسلم الزنار - لباس الكفار الخاص بهم - و سعى الى الكنيسة و نحوها و فعله ببلاد الاسلام هزلاً أو لعباً لا يكفر ، و نما هو فعل محرم فقط" (جب کوئی مسلمان زنار (جنیو) باندھے اور کنیسہ (اور مندروں) وغیرہ میں جائے —— تو اگر یہ کام اسلامی ملک میں بطور مذاق کے کرے گا تو کافر نہ ہوگا —— اس وقت صرف یہ ایک حرام

کام ہوگا)۔

خلاصہ:

میں کہتا ہوں کہ یہ بات معروف اور معلوم ہے کہ ارتداد کے نتائج اور آثار قضاءً اور دیانۃً بہت خطرناک ہیں جس میں سے ایک یہ ہے کہ حاکم وقت مرتد کو تین دن تک توبہ کرنے کی تلقین کرے اگر وہ باز آجائے تو بہت اچھا ورنہ اس کے قتل کا حکم کردے۔ اور انہیں میں سے عقد نکاح کا فسخ ہو جانا ہے اور اسکے مال و دولت میں اس کے تصرف کرنے سے بے دخل کردینا ہے۔ اسلئے کہ علماء کی ایک جماعت کے قول کے مطابق یہ مال و دولت اس کے ارتداد کی وجہ سے بیت المال میں منتقل ہو جائے گا اور انہیں میں سے یہ ہے کہ اس کا ذبیحہ حرام ہے۔ پھر آخر میں کل قیامت کے دن رسوائی اور اہانت آمیز عذاب رکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ وہ آثار و نتائج جو اپنے مقام پر معلوم اور مذکور ہیں۔

اس گذشتہ بحث کی روشنی میں ایسے شخص کے مذاق اور دل لگی کی شناعت کی انتہاء اور برا انجام واضح ہوگیا جو کامیڈی، ناٹکوں اور کارٹونی خاکوں وغیرہ کے ضمن میں امور دین اور شعائر اسلام کے ساتھ مذاق اور دل لگی کرتا ہے۔

تم الفصل الخامس

بحمد اللہ تعالیٰ وعونہ

چھٹی فصل

اسلام کے قرون اولیٰ میں مذاق کرنے والے اور بہت زیادہ مذاق کرنے والے

مازحین یعنی مذاق کرنے والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟

''مازحون'' ''مازح'' کی جمع ہے اور مازح اس کو کہتے ہیں جو مذاق کرے اور جو شخص بار بار مذاق کرتا ہوں اسکو ''مزاح'' کہتے ہیں لیکن اس بار بار مذاق کرنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ مذاق کرنے والا مذاق میں حد سے آگے بڑھ جائے یا اس کو اپنی عادت بنالے کیونکہ پیچھے گذر چکا ہے کہ بار بار مذاق کرنا بھی جائز ہے لیکن اس میں حد سے آگے بڑھ جانا مکروہ ہے۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض صحابہ ''مزاحون'' یعنی بہت زیادہ مذاق کرنے والے جیسے القاب سے معروف ومشہور تھے جیسا کہ آگے ذکر آئے گا۔ لیکن وہ حضرات مذاق میں حد سے بڑھ جانے والے یا اس کی عادت ہی بنا لینے والے نہ تھے ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس سے منع فرمادیتے اور وہ آپ سے منقول ہوتا۔

اعتدال کے ساتھ شگفتگی اور مذاق آدمی کے معتدل مزاج ہونے کی دلیل ہے۔ نرم

مزاح، رحم دل، خوش اخلاق اور بے تکلف ہونے کی دلیل ہے اور عام انسانی طبیعت سے [illegible] اختیار کرنے اور لوگوں کا دل خوش رکھنے کی علامت ہے اور یہ صفات و اخلاق ایک مسلمان کی کے زیادہ شایانِ شان ہیں۔

اس فصل میں دو قسمیں ہیں

① پہلی فصل میں عہدِ نبوت اور عہدِ صحابہ کے مازحین اور مزاح (مذاق کرنے والوں) سے بحث کی جائے گی۔

② اور دوسری قسم میں عہدِ نبوت اور عہدِ صحابہ کے بعد سلف کے زمانہ کے مازحین اور مزاح سے بحث کی جائے گی۔

پہلی بحث

مزاح اور مازحین عہد نبوت اور صحابہ میں

احادیث و آثار سے عہد نبوت میں مذاق کا ثبوت ملتا ہے جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کئے ہیں اور بسا اوقات یہ مزاح بار بار ہو جاتے تھے لیکن حد شرع سے تجاوز نہ کرتے تھے اس لئے میں نے ان میں سے کچھ نمونے جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے تا کہ اس سے واقفیت اور اس میں بصیرت حاصل کرنے اور اس کی پیروی کرنے میں سہولت ہو۔ خلیل بن احمد کی یہ بات کیا خوب ہے کہ جب لوگوں نے ان سے کہا کہ "انک تمازح الناس ؟" (آپ لوگوں سے مذاق کیا کرتے ہیں؟) تو انھوں نے جواب دیا کہ "الناس فی سجن مالم یتمازحوا" (جب تک لوگ آپس میں ہنسی مذاق نہ کریں جیل خانہ میں ہوتے ہیں)۔

ا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح

اس سلسلہ میں کچھ احادیث اور نمونے اوپر بیان ہو چکے ہیں اور مزید اب پیش کئے جارہے ہیں:۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح حضرت عائشہؓ کے ساتھ

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "حضرت ابوبکر — رضی اللہ تعالیٰ عنہ — نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آواز اونچی تھی۔ حضرت ابوبکر اندر داخل ہوئے تو حضرت عائشہ کو پکڑا تا کہ انہیں طمانچہ رسید کریں اور فرمایا" الا اراک ترفعین صوتک علی رسول اللہ " (کیا میں

تم کو دیکھ نہیں رہا ہوں کہ تم اپنی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کر رہی ہو؟ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ کی حالت میں باہر نکل گئے۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکل گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیف رأیتنی انقذتک من الرجل" (دیکھا میں نے تم کو اُن صاحب سے کس طرح بچایا) راوی کہتے ہیں کہ ابو بکر کچھ دن نہیں آئے۔ پھر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تو اس دن ان دونوں حضرات کو راضی خوشی پایا۔ حضرت ابو بکر نے ان دونوں حضرات سے فرمایا: "ادخلانی فی سلمکما کما ادخلتمانی فی حربکما" (آپ دونوں اپنی صلح میں بھی مجھے اسی طرح شامل کر لیجیے جس طرح اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قد فعلنا، قد فعلنا" (ہاں یقیناً ہم نے شامل کیا، یقیناً ہم نے شامل کیا)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "کیف رأیتنی انقذتک من الرجل" حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بطورِ مذاق کے فرمایا تھا اسی وجہ سے ابوداؤد نے اس کو "باب ما جاء فی المزاح" کے تحت ذکر فرمایا ہے۔

۲ حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح فرمانا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ چار ہاتھ پاؤں سے چل رہے تھے اور آپ کے پیچھے پر حضرات حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سوار تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ: "نعم الجمل جملکما و نعم العدلان انتما" (کیا ہی اچھا ہے تم دونوں کا اونٹ اور کیا ہی اچھے بوجھ ہو تم دونوں

سوار)۔

③ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما (سے کھیل کرنے) کے لئے باہر نکالتے تو بچہ (یعنی حضرت حسن جو اس وقت بچے تھے) آپ کے زبان کی سرخی کو دیکھتا اور (اسکو دیکھ کر) اس سے خوش ہوتا۔

④ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مزاح

صہیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھجور اور روٹی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ادن فکل" (قریب آؤ اور کھاؤ) تو میں نے کھانے کے لئے کھجور لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تاکل تمراً و بک رمد؟" (تو کھجور کھا رہا ہے حالانکہ تیری آنکھ آئی ہوئی ہے؟) وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں دوسری طرف سے چبا رہا ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے۔

⑤ انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور ایک شخص اپنی عورتوں کو سنا کہ اشعار پڑھتے ہوئے اونٹوں کو ہانک رہا تھا اور اس کی عورتیں اس کے آگے آگے چل رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یا انجشہ، ویحک، رفقاً بالقواریر" (اے انجشہ، تیرا برا ہو، شیشوں کے ساتھ نرمی برتو) ابوقلابہ جو حدیث کے راویوں میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں" لقد تکلم النبی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بکلمۃ، لو تکلم بعضکم لعبتموھا علیہ قولہ "رفقاً با لقواریر" (نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم ایک ایسا لفظ بولے کہ اگر تم میں سے کوئی وہ لفظ اس موقع پر بولتا تو تم اس پر عیب لگاتے اور وہ آپ کا یہی قول "رفقاً بالقواریر" ہے اور مطلب واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مزاح کے عورتوں کو شیشوں سے تشبیہ دی اور ان کے ساتھ نرمی کرنے کی وصیت فرمائی)۔

۲۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذاق

صحابہ کرام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یا آپ کے سامنے دوسروں سے مزاح کے نمونے پچھلے اوراق میں گزر چکے ہیں اسی طرح اس کے نمونے بھی مذکور ہو چکے ہیں کہ صحابہؓ نے آپ کی عدم موجودگی میں مزاح کیا اور آپ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی اب یہاں صحابہ کرام کے کچھ مزاح مزید بیان کئے جاتے ہیں:۔

(۱) حضرت نعیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذاق حضرت سوَیبطؓ کے ساتھ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کے لئے شام گئے۔ اور نعیمان ــــ جو کہ عمر الانصاری کے بیٹے ہیں اور بیعت عقبہ میں اور بدر میں اور اس کے بعد کی جنگوں میں شریک رہے ہیں ــــ اور سوَیبط بن حرملہ ــــ یہ بھی بدری صحابی ہیں ــــ آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت سوَیبط رضی اللہ تعالیٰ عنہ توشہ راہ کے نگراں تھے۔ ان سے نعیمان نے کہا: مجھ کو کھلاؤ۔ انھوں نے کہا نہ کھلاؤں گا۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر آ گئے۔ حضرت نعیمان بہت ہنسوڑا اور مذاقیہ شخص ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں تمہیں غصہ میں مبتلا کروں گا۔ وہ چند لوگوں کے پاس پیچھے سے آئے اور کہا: لوگو، مجھ سے ایک عربی چست و طاقتور غلام جو بولنے والا ہے خرید لو اور شاید وہ یہ کہے کہ میں آزاد ہوں اس کے کہنے کی وجہ سے تم اگر نہ

چاہو تو نہ لو لیکن میرے غلام کو خراب نہ کرنا۔ لوگوں نے کہا: ٹھیک ہے، ہم تجھ سے اس کو دس اونٹنیوں کے عوض خرید لیں گے، وہ اونٹنیاں ہنکاتے ہوئے لائے اور کہا کہ یہ ہے غلام اس کو پکڑ لو، وہ لوگ آئے اور کہنے لگے چلو، ہم نے تجھ کو خرید لیا ہے۔ حضرت سویبط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: وہ جھوٹا ہے میں آزاد آدمی ہوں۔ ان لوگوں نے کہا: انھوں نے تیری یہ حرکت مجھ کو بتادی ہے پس ان لوگوں نے رسی ان کی گردن میں ڈالدی اور لے کر چلدیئے۔

حضرت ابوبکر آئے تو ان کو بتلایا گیا پھر وہ اور ان کے ساتھی ان لوگوں کے پاس گئے اور وہ اونٹنیاں واپس کیں اور حضرت سویبط کو چھڑا کر لائے۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے اور آپ کو یہ واقعہ بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور آپ کے اصحاب اس واقعہ پر سال بھر ہنستے رہے (یعنی اس واقعہ کا ذکر سال بھر تک فرماتے رہے جب بھی حضرت نعیمان کو دیکھتے تبسم فرماتے)۔

میں کہتا ہوں حضرت نعیمان کے مزاحیہ قصے بہت مشہور ہیں جس وقت شراب کے جرم میں ان پر حد جاری ہو رہی تھی کسی صحابی نے ان پر لعنت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "لا تقل هذا فانه يحب الله ورسوله" (یہ مت کہو اس لئے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں)۔

(۲) حضرت عمرؓ کا مزاح حضرت ابن عباسؓ سے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "تعال أنا فسك في الماء ،أينا أطول نفساًو نحن محرومون" (آؤ پانی میں (ڈبکی لگا کر) تمہارے ساتھ سانس کا مقابلہ کروں اور دیکھوں کہ ہم دونوں میں سے کس کی سانس زیادہ ہے اور اس وقت ہم لوگ احرام کی حالت میں تھے)۔

③ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا اپنے رشتہ داروں کی بچیوں سے مزاح کرنا

حضرت ام کلثوم بنت عباس فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس حضرت علی آئے اور ہم لوگ چودہ کھیل رہے تھے — بظاہر ایسا لگتا ہے کہ یہ کوئی کھیل تھا جس میں چودہ درہم استعمال کئے جاتے تھے — وہ کہتی ہیں کہ ہم سب چھوٹے تھے ہم سب نے چاہا کہ کچھ کھیل کود کرلیں۔ حضرت علی نے فرمایا: ''الا تشتری لکم جوزا بدرھم فتلعبن بہ و تترکن ھذہ ؟'' (کیا میں تمہارے لئے ایک درہم کے بدلہ ایک اخروٹ نہ خریدوں کہ تم لوگ اس سے کھیلو اور اس کو چھوڑ دو، وہ فرماتی ہیں کہ انھوں نے ہمارے لئے ایک درہم کا ایک اخروٹ خرید دیا تو ہم اس سے کھیلنے لگے اور ہم نے چودھوں درہم چھوڑ دئے)۔

④ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنے بچوں سے مزاح

خالد بن بکر سے — جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے پوتوں میں سے ہیں — روایت ہے کہ مجھ سے حمزہ بن عبداللہ بن عمر (جو عبداللہ بن عمر کے بھتیجے تھے) اپنی آواز کو بہت اچھی سمجھتے تھے اور سالم بن عبداللہ بن عمر کی آواز ایسی تھی جیسے اونٹ کی بلبلاہٹ۔ میں نے ان سے کہا: میری آواز تمہاری آواز سے اچھی ہے۔ تو عبداللہ بن عمر نے کہا کہ تم دونوں گاؤ اور میں سنوں۔ ہم نے سواروں کے گانے کی طرح گانا گایا، میں نے اپنے والد سے پوچھا ہم میں سے کس کی آواز اچھی ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ تم دونوں عبادی کے دونوں گدھوں کی طرح ہو۔

(عبادی ایک شخص کا نام تھا جس کے پاس دو گدھے تھے۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ دونوں گدھوں میں سب سے خراب کون ہے تو اس نے جواب دیا: یہ والا اور پھر یہ والا۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں میں سے کوئی اپنی بدمعاشی میں ایک دوسرے سے کم نہیں ہیں)۔

⑤ ابن عباس کا اپنے ہم جلیسوں سے مزاح کرنا

شعبی ذکر فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث "الهدايا مشتركة"
(یعنی ہدیہ اور تحفہ مشترک ہوتا ہے) کثرت سے اور بار بار بیان کرتے تھے۔ ایک دن ان کے پاس
مصر سے کچھ کپڑے ہدیہ میں آئے تو اپنے خزانچی کو حکم دیا کہ اس کو لے لے۔ ان کے ہم نشینوں
نے کہا: "الم ترو لنا: ان الهدية مشتركة" (کیا آپ نے یہ حدیث نہیں روایت فرمائی ہے
کہ ہدیہ مشترک ہوتا ہے) فرمایا: "تلك ما يوكل ويشرب واما في ثياب مصر
فلا" (یہ اس چیز میں ہے جو کھانے پینے کی ہو اور مصر کے ان کپڑوں کے لئے نہیں ہے)۔

⑥ رباح فہری کا مذاق حضرت عمرؓ و عثمانؓ کی موجودگی میں

حضرت عثمان بن نائل — حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام —
اپنے باپ نائل سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے آقا عثمان کے ساتھ ایک سفر میں حضرت عمر
کے ساتھ حج یا عمرہ میں نکلا۔ اس سفر میں حضرت عمر، حضرت عثمان اور ابن عمر بھی تھے اور میں
(نائل) تھا۔ اور جوانوں میں ابن عباس اور ابن زبیر بھی ہمارے ساتھ تھے اور رباح بن معترف
فہری بھی تھے اور یہ مذاقیہ آدمی تھے۔ اور کہا گیا کہ خوات بن جبیر بھی تھے۔ ہم لوگ آپس میں
اندرائن کا پھل ایک دوسرے پر پھینک رہے تھے اور حضرت عمر کہہ رہے تھے: تم لوگ سواریاں نہ
بدکاؤ۔

ایک رات کو ہم نے رباح سے کہا: ہم کو کچھ گا کر سناؤ۔ انھوں نے کہا کہ حضرت عمر کی
موجودگی کے باوجود؟ ہم نے کہا: گاؤ۔ اگر وہ منع کردیں گے تو رک جانا۔ وہ کہتے ہیں کہ رباح
گانے لگے یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ ہوگیا تب حضرت عمر نے کہا: رک جاؤ کہ یہ ذکر
کا وقت ہے۔ پھر جب دوسری رات آئی تو ہم نے کہا کہ اے رباح ہمیں عرب والا گانا سناؤ۔

انھوں نے کہ حضرت عمر کی موجودگی میں؟ ہم نے کہا: گاؤ اگر وہ روکیں گے تو رک جانا۔ تو انھوں نے عربی گانا گایا یہاں تک کہ جب صبح قریب ہوئی تو ان سے حضرت عمر نے کہا: رک جاؤ یہ ذکر کی گھڑی ہے۔ پھر جب تیسری رات ہوئی تو ہم نے کہا: اے رباح باندیوں والا گانا گاؤ۔ انھوں نے کہا کہ حضرت حضرت عمر کی موجودگی میں؟ ہم نے کہا گاؤ اگر روکیں گے تو رک جانا۔ انھوں نے گانا شروع کیا تو اللہ کی قسم حضرت عمر نے انہیں نہیں گانے دیا اور فرمایا: ''رک جاؤ، بیشک یہ دلوں میں وحشت پیدا کرتا ہے''۔

یہ مزاح اور مازحین کے کچھ نمونے تھے جو عہد نبوت اور عہد صحابہ میں ہوئے۔

دوسری بحث

عہد نبوت اور عہد صحابہ کے بعد کے مزاح کرنے والے اسلاف

تابعین اور تبع تابعین بھی شگفتگی اور اعتدال کے ساتھ مزاح کیا کرتے تھے جو ان حضرات کے اسلامی تعلیمات کے فہم صحیح کا سچا عکس ہے۔

اس سلسلہ میں منقول ہے کہ حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن مزاح فرمایا تو کسی نے ان سے کہا کہ اے ابوعمرو! آپ مذاق کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ (مذاق) نہ ہوتا تو ہم غم کے بوجھ سے مرجاتے۔

انہیں حضرات کے مذاق کے کچھ واقعات جو منقول ہیں ان کے چند نمونے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:۔

① حضرت شریحؒ کا مذاق

یہ سید التابعین ہیں۔ ایک سو سال سے زائد زندگی پائی۔ بہت مذاقیہ شخص تھے۔ ان کے پاس عدی بن ارطاۃ آئے اور پوچھا "این انت؟ أصلحک الله؟" (آپ کہاں ہیں؟ اللہ آپ کو درست رکھے) انھوں نے —— جواباً —— کہا: "بینک و بین الحائط" (آپ کے اور دیوار کے درمیان ہوں)۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ شہر ہمدان میں ایک مجلس کے پاس سے گذر رہے تھے۔ آپ نے ان کو سلام کیا۔ لوگوں نے جواب دیا اور آپ کی تعظیم میں کھڑے ہوگئے اور خوش آمدید کہا۔ آپ نے فرمایا اے ہمدان والو، میں تم میں سے ایک ایسے گھرانہ کو جانتا ہوں کہ جن کو جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں اے ابوامیہ؟ انھوں نے فرمایا کہ میں وہ نہیں ہوں کہ بتاؤں۔ لوگ پوچھنے کے درپے ہوگئے اور آپ کے ساتھ ایک میل یا قریب قریب ایک

میل تک چلتے رہے اور پوچھتے رہے کہ وہ کون لوگ ہیں اور وہ یہی کہتے رہے کہ میں نہیں بتاؤں گا۔ لوگ حسرت وافسوس کرتے ہوئے واپس ہو گئے کہ کاش وہ بتا دیتے۔

(۲) حضرت طاؤسؒ کا مزاح

حضرت طاؤس کبار علماء تابعین میں سے ہیں۔ محدث، فقیہ اور زاہد ہیں۔ ان کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ "انی لا ظنہ من اھل الجنۃ و کان مستجاب الدعوۃ" (میں گمان کرتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں، وہ مستجاب الدعوات بزرگ تھے) ان کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بچوں کے ساتھ بچہ اور بوڑھوں کے ساتھ بوڑھے ہو جاتے تھے ــــ یعنی لوگوں میں گھل مل جاتے تھے ــــ اور جب اپنے دوستوں کے ساتھ خلوت میں ہوتے تو ان میں مزاح اور ظرافت نمایاں ہو جاتی۔

(۳) حضرت شعبیؒ کا مذاق

مشاہیر علماء تابعین میں سے ہیں، بہت خوش طبع تھے۔ ان سے ایک شخص نے داڑھی پر مسح کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے اس سے فرمایا: "خللھا باصابعک" (اپنی انگلیوں سے اس میں خلال کر لو) اس نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ وہ بھیگے گی نہیں تو امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ان خفت فانقعھا من اول اللیل" (اگر تجھے یہ اندیشہ ہے تو پھر شروع رات ہی سے اس کو بھگوائے)۔

ایک شخص نے ان سے پوچھا۔ ابلیس کی بیوی کا نام کیا ہے؟ فرمایا: ذلک نکاح ما شھدناہ" (میں اس نکاح میں موجود نہ تھا)۔

ایک مرتبہ ایک درزی امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گذرا۔ اس وقت امام شعبیؒ ایک عورت کے ساتھ تھے۔ اس نے دریافت کیا کہ آپ دونوں میں سے شعبی کون ہیں؟ تو

انھوں نے عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "یہ"۔

④ ابن سیرینؒ کا مذاق

یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ فقہ اور حلال وحرام کے علم میں شہرت رکھتے ہیں۔ جب بازار سے گذرتے تھے تو کوئی ان کو ذکر اللہ کے علاوہ اور کسی کام میں نہ دیکھتا۔

معاویہ بن عبدالکریم کہتے ہیں:۔

"کنا نتذاکر الشعر عند محمد بن سیرین، و کان یقول و نمزح عنده، و یمازحنا و کنا نخرج من عنده و نحن نضحک" (ہم لوگ محمد بن سیرین کے پاس شعر کا مذاکرہ کیا کرتے تھے اور ان کے پاس خوش طبعی کی باتیں کیا کرتے تھے اور وہ بھی ہم سے مزاح فرمایا کرتے اور ہم لوگ ان کے پاس سے ہنستے ہوئے نکلتے تھے)۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابن سیرین خوش طبعی فرماتے تھے اور اتنا ہنستے تھے کہ ان کا لعاب دہن بہنے لگتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود جب ان سے کوئی دین کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تو پھر توثریا —— ان ستاروں کا مجموعہ جو بہت بلندی پر ہوتے ہیں —— سے بھی اونچے معلوم ہوتے۔

⑤ امام اعمشؒ کا مذاق

یہ بھی جلیل القدر تابعی ہیں۔ علوم القرآن میں مرجع اور اصل الاصول تھے۔ حدیث اور علم فرائض کے علامہ تھے، عبادت گذار اور نہایت پرہیز گار تھے، بہت خوش اخلاق اور مزاحیہ تھے۔

ابن عیاش فرماتے ہیں:۔

"رأیت علی الاعمش فروة مقلوبة صو فها الی خارج فاصابنا مطر

فمررنا علی کلب، فتحی الاعمش وقال: لا یحسبنا شاۃ "(میں نے اعمش پر ایک الٹی پوستین دیکھی جس کا اون باہر نکلا ہوا تھا اچانک بارش ہونے لگی ہم لوگ ایک کتے کے پاس سے گذرے تو حضرت اعمش ایک طرف کو ہٹ گئے اور بولے: "لا یحسبنا شاۃ" (کہیں یہ ہم کو بکری نہ سمجھ لے)۔

محمد بن قاسم فرماتے ہیں کہ حضرت اعمشؒ نے اپنے ایک ہمنشین سے فرمایا۔

"أما تشتهي بناني زرق العيون، بيض البطون، سود الظهور وارغفة باردة لينة و خلا حاذقاً قال: بلى، قال: فانهض بنا، قال الرجل: فنهضت معه. فدخل منزله و قال: جُرَّ تيك السلة؟ قال: فكشطها، فاذا فيها رغيفان يابسان، و سكرجة كامخ شبت، قال: فجعل يأكل و قال: كل، فقلت: و اين السمك؟ فقال: ما عندي سمك، انما قلت: أما تشتهي بناني؟"

کیا تم ایسی مچھلی کی رغبت رکھتے ہو جس کی آنکھیں نیلی، پیٹ سفید اور پیٹھ سیاہ ہو اور اس کے ساتھ ٹھنڈی ملائم چپاتیاں اور عمدہ سرکہ ہو؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ کہنے لگے چلو ہمارے ساتھ۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں ان کے ساتھ اٹھا، وہ اپنے گھر میں گئے اور فرمایا وہ ٹوکری کھینچ لاؤ، پھر اس کو کھولا تو اس میں دو سوکھی چپاتیاں تھیں اور ایک چھوٹی پیالی میں سوئے کا ساگ تھا پھر وہ اس کو کھانے لگے اور مجھ سے بھی کہا کہ کھاؤ، میں نے عرض کیا: مچھلی کہاں ہے؟ کہنے لگے میرے پاس مچھلی کہاں ہے؟ میں نے تو یہ کہا تھا کہ "ما تشتهي بناني؟" (کیا تم میرے ساگ سبزی کی رغبت رکھتے ہو)۔

فائدہ "بنانی" ایک قسم کی مچھلی ہے اس لئے وہ شخص مچھلی سمجھا، اور "بنانی" کے معنی "ہرے ساگ سبزی" کے بھی ہیں اس لئے کہ "بنانہ" کی معنی سبز باغ کے ہیں حضرت اعمشؒ نے یہی معنی مراد لئے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۶) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بہت کم مزاح فرماتے تھے۔ان کا ایک مزاح یہ منقول ہے کہ عدی بن ارطاۃ فزاری نے ـــــ جو ان رسیدہ اور بصرہ کے گورنر تھے ـــــ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس خط لکھا جس میں انھوں نے اسماء بن خارجہ کی صاحبزادی سے نکاح کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان کو جواب تحریر فرمایا:۔

" اما بعد فقد اتانی کتابک ، تستاذن فی ھند فان تک بک قوۃ فأھلک الاولون احق بک و بھا ، و ان یک بک ضعف فأھلک الاولون اعذر لک و لکن الفزاری .... والسلام"

(میرے پاس آپ کا خط پہنچا، آپ ہند سے شادی کی اجازت چاہتے ہیں، اگر آپ کے اندر قوت ہے تو آپ کی پہلی اہل خانہ (بیوی) آپ کے اور اس کے زیادہ لائق ہے اور اگر آپ میں کمزوری ہے تو بھی آپ کے پہلے اہل خانہ ہی آپ کو زیادہ قابل عذر سمجھیں گے لیکن فزاری.......والسلام)

انھوں نے لفظ "فزاری" کہہ کر اس شعر کی طرف اشارہ فرمایا تھا ؎

ان الفزاری لا ینفک مغتلماً   من الحماقۃ تھدارا بتھدار

(۷) ابن ابی عتیقؒ کا مذاق

حضرت عمر بن دینارؒ ـــــ جو تابعی اور محدث ہیں ـــــ ابن ابی عتیقؒ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس سے ایک آدمی گذرا جس کے ساتھ ایک کتا تھا انھوں نے اس شخص سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے ـــــ بے توجہی یا غلطی کی وجہ سے ـــــ کہا: "وثاب" (بہت زیادہ اچھل کود کرنے والا) (الکلب الوثاب ،تیز رفتار کتا) انھوں نے پوچھا تمہارے

کتے کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا عمرو تو آپ نے فرمایا" واخلافاہ" (ہائے کیا الٹی بات ہے)۔

(۸) محمد بن یحییٰ بن حبان ؒ کا مذاق

یہ علماء حدیث میں سے ہیں، یحییٰ بن سعید نے ان سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا میں اور تم حضرت عمر بن خطاب کے فیصلہ پر عمل کریں۔ بیوی نے کہا: ان کا فیصلہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ انھوں نے فیصلہ فرمایا ہے کہ مرد جب اپنی بیوی کے پاس ہر طہر میں آئے تو اس نے اس کا حق ادا کر دیا۔ بیوی نے کہا: میں پہلی وہ شخص ہوں جو عمر کے فتوے کو رد کرتی ہوں۔ کیا تمہیں اس کے علاوہ ان کی اور وصیتیں یاد نہیں ہیں؟

(۹) سعید بن جبیر ؒ کا مذاق

یہ حبر الامت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تلمیذ رشید ہیں عطاء بن سائب ؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"کان سعید بن جبیر یقص علینا حتی یبکینا و ربما لم یقم حتی یضحکنا" (سعید بن جبیر ہم لوگوں کے سامنے بیان کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ہمیں رلا دیتے تھے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ مجلس ختم نہ ہوتی کہ ہم لوگوں کو ہنسا بھی دیتے)

(۱۰) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ؒ کا مذاق

ایک شخص امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ جب میں سارے کپڑے اتار کر نہر میں داخل ہو کر نہاؤں تو قبلہ کی طرف رخ کروں یا دوسری طرف؟

امام صاحب نے اس سے فرمایا: "الافضل ان یکون وجھک الی جھة ثیابک لئلا تسرق" (بہتر یہ ہے کہ تیرا رخ اپنے کپڑے کی طرف ہوتا کہ چوری نہ ہو جائے)۔

بیان کیا گیا ہے کہ امام اعمش اور ان کی بیوی کے درمیان کچھ چپقلش ہو گئی تھی۔ امام اعمش نے اس کے بارے میں اپنے بعض ساتھیوں (بعض لوگوں نے کہا امام ابو حنیفہ) سے درخواست کی کہ دونوں کے درمیان صلح کرا دیں تو امام صاحب ان کی بیوی کے پاس آئے اور فرمایا:

"هذا سيدنا و شيخنا ابو محمد فلا يزهدنك فيه عمش عينيه و حموشة ساقيه و ضعف ركبتيه و قزل رجليه و جعل يصف ... فقال الأعمش قم عنا فقد ذكرت لها من عيوبي ما لم تكن تعرفه"

(یہ یعنی اعمش ہمارے آقا اور ہمارے شیخ ابو محمد ہیں ان کی آنکھوں کا چندھیانا اور ان کی پنڈلیوں کا دبلا ہونا اور ان کے گھٹنوں کا کمزور ہونا اور ان کے پیروں کا ٹیڑھا ہونا اور اسی طرح ان کے اور اوصاف گنانے لگے اور فرمایا کہ یہ آپ کو ان سے بے رغبت نہ کرے۔ اس پر امام اعمش نے امام ابو حنیفہ سے کہا اچھا اٹھو تم نے تو میرے وہ عیب بھی اس کو بتلا دیے جس کو یہ جانتی نہ تھی)

⑪ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق

ربیع بن سلیمان المرادی تلمیذ امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں امام شافعی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت بیمار تھے۔ میں نے کہا: "قوى الله ضعفك" (اللہ تعالیٰ آپ کے ضعف کو طاقت سے بدل دے) امام شافعی نے فرمایا: "لو قوى ضعفي قتلني" (اگر میرے ضعف کو قوت سے بدلا تو مجھے قتل کر دے گا) میں نے کہا: میں نے صرف خیر ہی کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اعلم انك لو شتمتني لم ترد الا الخير" (جانتا ہوں کہ اگر تم مجھے برا بھلا بھی کہو گے تو خیر ہی کا ارادہ کرو گے)۔

ربیع کہتے ہیں کہ میں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں آیا ہے "وقوِّ في رضاك ضعفي" (اے اللہ میرے ضعف کو قوت سے بدل دے) حقیقت یہ ہے کہ امام شافعی

رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع سے خوش طبعی فرمائی تھی جبکہ ان کی دعا صحیح تھی۔

⑫ امام حربیؒ کا مذاق

یہ امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد ہیں۔ عثمان صیدلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں ابراہیم حربیؒ کے پاس گیا ان کے پاس عید کے دن ایک کپڑا بننے والا آیا۔ اس نے کہا: اے ابو اسحاق، آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو عید کی نماز پڑھے اور کچھ حلوہ ——— مٹھائی ——— وغیرہ نہ خریدے، اس کے اوپر کیا واجب ہے؟ حضرت ابراہیم حربیؒ مسکرائے اور پھر فرمایا: ”یتصدق بدرھمین“ (دو درہم صدقہ کردے) جب وہ چلا گیا تو فرمایا ”ما علینا ان نفرح المساکین من مال الاحمق“ (ہمارا اس میں کیا نقصان ہے کہ ہم اس احمق کے مال سے مسکینوں کو خوش کردیں)

⑬ جُحا کا مذاق

مازحین سلف میں ایک نام ”جحا“ کا آتا ہے ان کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کا نام ”دُجین بن ثابت“ ہے اور کنیت ”ابو الغصن“ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ”ابو الغصین“ ہے۔ ”جحا“ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی والدہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کی خادمہ تھیں۔

”جحا“ ایک فاضل شخص تھے اور بہت ظریف الطبع تھے اور صاف باطن بزرگ تھے۔ لوگوں نے ان کی طرف منسوب کر کے بہت سے نکات، نوادر اور مزاح اور ہنسی والے واقعات گڑھ لئے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔

فضلائے متقدمین میں سے سب سے پہلے جنھوں نے ”جحا“ کا ذکر کیا وہ ”جاحظ“ (متوفی ۲۵۵ھ) ہیں انھوں نے اپنی کتاب ”القول فی البغال“ میں بہت سے نادر واقعات بیان کئے ہیں جن کا ہیرو ”جحا“ کو بنایا ہے لیکن ان کے حالات نہیں بیان کئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ”جحا“ تیسری صدی ہجری میں معروف و مشہور تھے۔ اس کے بعد ابن الندیم متوفی ۳۸۹ھ

مصنف "الفہرست" نے ان کا ذکر کیا ہے اور ایک مستقل کتاب کا بھی ذکر کیا جس کا نام انہیں کے نام پر "نوادر جحا" ہے۔ اس کے بعد قاموس، صحاح اور مجمع الامثال وغیرہ متعدد کتابوں میں ان کا ذکر آیا ہے اور سیوطی وغیرہ بہت سے حضرات نے ان کا ذکر کیا ہے۔

"جحا" کے جو مزاحیہ واقعات منقول ہیں ان کے ذکر کی ضرورت اس لئے نہیں محسوس کی کہ وہ خود ہی بہت مشہور ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں سے اکثر کی کوئی اصل بھی نہیں ہے جیسا کہ ان واقعات کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے۔

عہد نبوت اور عہد صحابہ سے مزاح کے متعلق بحث اب ختم ہوتی ہے اور جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ یہ ایسے حضرات تھے جو انسانوں میں سب سے افضل، تقویٰ شعار، اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے لیکن ان حضرات کا صدق حال اور ان کا صفائے قلب ان کے لئے اس طرح کے مزاح اور ظرافت سے مانع نہیں بنا جس کی مشروعیت اور اباحت کی بحث اوراق گذشتہ میں گذری۔

حضرت حکیم الامت کی ظریفانہ اور پر از مذاق باتیں

دستخط کے بجائے چہرہ خط دیکھ لیں

ایک صاحب نے حضرت کو خط لکھا تھا کہ خط کے اوپر آپ کے دستخط نہ تھے اس سے بڑا رنج ہوا۔ حضرت نے جواب فرمایا کہ یہ جاہلانہ باتیں ہیں، یہ بھی کوئی رنج کی بات ہے۔ اگر ایسا ہی شوق ہے تو آ کر مل لیں۔ بجائے دستخط کے چہرہ خط دیکھ لیں۔

کھانسی کو جھانسی بھیج دیا

ایک مرتبہ حضرت مولانا الحاج محمد شریف صاحبؒ نے دریافت فرمایا کہ حضرت کو کھانسی تھی اب اس کا کیا حال ہے؟ حضرت نے فرمایا: "اس کو جھانسی بھیج دیا"۔

کھٹمل

حضرت والا کے پاس بیٹھے ہوئے کسی صاحب نے گریبان پر کھٹمل چلتا ہوا دیکھ کر حضرت سے کہا کہ: حضرت کھٹمل۔ حضرت نے فرمایا: "جھٹ مل"۔

رومال لاؤ

ایک مرتبہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد خادم سے فرمایا: رومال لے آؤ۔ اس نے کہا، حضرت رومال نہیں تولیہ ہے۔ حضرت نے فرمایا: "تو لے آ"۔

عورتوں کے لئے بیت (گھر) کا پیر چاہئے

فرمایا کہ عورتوں کے لئے بیعت کا پیر کافی نہیں، بیت (گھر) کا پیر چاہئے۔ یہ پیر ہر قسم کے پیروں سے بہتر اور افضل ہے۔

داروغہ صاحب دروغ نہ بولو

کسی داروغہ صاحب کے جھوٹ بولنے پر فرمایا: "داروغہ صاحب، دروغ نہ بولو" (یعنی جھوٹ نہ بولو)۔

آپ شیخ سے بھی زیادہ ہیں

حضرت نے کسی شیخ زادہ کو خوش ہو کر فرمایا کہ "تم شیخ زادہ نہیں بلکہ شیخ سے بھی زیادہ ہو"۔

تو تو مشعل علی ہے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک تحصیلدار کا نام چراغ علی تھا، اس نے ایک مقدمہ کا فیصلہ جس دیہاتی کے حق میں کیا۔ اس نے خوش ہو کر دریافت کا کہ تحصیلدار صاحب تیرا کیا نام ہے؟ بتلایا کہ چراغ علی۔ تو وہ دیہاتی بولا: کس سسرے نے تیرا نام چراغ علی رکھ دیا تو تو مسعل (مشعل) علی ہے۔

حقیقی بالغ وہ ہے جس سے منی (تکبر) نکل جائے

حضرت نے فرمایا کہ ایک بزرگ کو کسی نے پوچھا کہ بالغ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا کہ طبی بالغ تو وہ ہے جس سے منی نکلے اور حقیقی بالغ وہ ہے جو منی سے (یعنی خودی اور کبر سے) نکل جائے (پہلا والا منی عربی ہے اور دوسرا والا فارسی ہے)۔

تگ سے تگ ملانا

اکبر بادشاہ کے یہاں مشاعرہ تھا۔ فیضی بھی جا رہا تھا۔ ایک گنوار ملا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ فیضی نے کہا: مشاعرہ میں۔ بولا مشاعرہ کس کو کہتے ہیں؟ فیضی نے کہا تگ سے تگ ملانے کو۔ کہنے لگا اب کے ہم بھی آئیں گے اور تگ ملا کر لائیں گے۔ چنانچہ اگلے ہفتہ میں پھر فیضی سے ملا اور کہا کہ ایک مصرعہ تو میں نے بنالیا ہے مگر دوسرا نہیں بنتا تم بنا دو۔ اور یہ پڑھا

املی کا پتہ سبج (سبز)

فیضی نے اس پر دوسرا مصرعہ لگایا۔

ابجد ھطی ہبج (ہوز)

آپ کسی شریف کو لائیں

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت شریفہ (ایک پھل) لے آؤں؟ ممکن ہے حضرت کو کھانسی کے لئے مفید ہو۔ حضرت نے بطور مذاق کے فرمایا کہ اگر آپ آئیں تو شریف کو لائیں۔ شریفہ کو نہ لایئے دو ہی بہت ہیں۔ کوئی فوج تھوڑے ہی جمع کرنا ہے۔
(حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دو بیویاں تھیں اس طرف اشارہ ہے)

بھیڑیا کا بچہ بھیڑیا ہی ہوتا ہے

ایک ہندو رئیس کا انتقال ہو گیا۔ ایک دوسرے ہندو صاحب اس کی تعزیت کو گئے جا کر تعزیت کی اور یہ الفاظ کہے: خدا کرے آپ اپنے والد صاحب کے قدم بہ قدم ہوں اور ضرور ہوں گے کیونکہ "عاقبت گرگ زادہ گرگ شود" یعنی آخر بھیڑیئے کا بچہ بھیڑیا ہی ہوتا ہے۔

اور تو کیا جانے اندھے

سہارنپور میں ایک واعظ آیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد آپ نے پوچھا کہ ساہبو، یہاں

(وعظ) بھی ہوا کرے؟ معلوم ہوا نہیں ہوتا ہے۔ آپ نے پکار دیا بھائیو، واج ہو گی۔ لوگ ٹھہر گئے منبر پر پہنچ کر یسین شریف کی غلط سلط آیتیں پڑھیں اور غلط سلط ترجمہ کر کے دعا مانگ کر کھڑا ہو گیا۔ کوئی نابینا عالم موجود تھے انھوں نے بلا کر پوچھا؟ تمہاری تحصیل (تعلیم) کہاں تک ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں ہماری تہسیل ہاپوڑ ہے۔ پھر انھوں نے صاف کر کے پوچھا کہ تم نے پڑھا کتنا ہے؟ تو فرماتے ہیں: ہم نے سب کچھ پڑھا نور نامہ، سپاسنامہ، دائی حلیمہ کا قصہ، معجزہ آل نبی اور تو کیا جانے اندھے.....

آگ لینے جہنم میں جانا پڑے گا

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ جنت میں حقہ ملے گا؟ حضرت نے بطور مزاح فرمایا کہ ہاں مگر آگ لینے کے لئے جہنم میں جانا پڑے گا۔

کسی نے قہر ہی کر دیا

حضرت کی بیماری کے وقت مصر سے عیادت کا خط آیا تو فرمایا کہ کسی نے قہر ہی کیا کہ قاہرہ میں بھی خبر پہنچادی۔

اس میں تو رونا ہی رونا ہے

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ بدعت میں حسنہ (ہنسنا) کہاں؟ اس میں تو رونا ہی ہی رونا ہے۔ (حسنہ کو ہنسنا بطور مذاق کے استعمال فرمایا)۔

ان پر بڑی جلدی پھل آتا ہے

فرمایا کہ ہم ایک باغ میں پہنچے یہ باغ صنعت کے ایک شوقین شخص کا تھا۔ اشجار کے متعلق بہت ہی صنعتیں اس میں موجود تھیں، منجملہ ان کے ایک یہ تھی کہ سنترہ کے درخت ہاتھ ہاتھ بھر کے تھے (یعنی چھوٹے چھوٹے) جن میں صرف دو چار پتے تھے۔ اور ہر درخت میں دو تین سنترے بڑے بڑے لگے ہوئے تھے۔ اس جسامت پر اتنا بوجھ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا۔ پھل لانے کا یہ طریقہ قلم لگانے کی ایک خاص ترکیب سے ان میں پیدا ہوئی تھی۔ حضرت نے فرمایا:

سبحان اللہ! ان پر بڑی جلدی پھل آتا ہے، یہ نابالغوں کی اولاد ہے۔ یہ ایسا ہے جیسے آج کل کے قانون میں انسانوں کے بھی نابالغی کی حالت میں اولاد ہو جاتی ہے کیونکہ قانونی بلوغ اٹھارہ برس کی عمر میں ہوتا ہے اور اولاد اس سے پہلے ہو جاتی ہے۔ یہ آج کل کے اہل عقل اہل عقل نہیں ہیں اہل اکل (کھانے والے لوگ) ہیں۔ باغ والے نے آٹھ دس سنترے نذر کیے۔

بحر العلوم سے اچھے تو نہر العلوم ہی ہیں

فرمایا میں ایک ایسے مولوی صاحب کو جو ماشاء اللہ جامع ہیں بحر العلوم کہا کرتا ہوں بوجہ تشبیہ کثرت علم بھی ہے اور غیر منتفع ہونا بھی کیونکہ وہ خود سب ہی کچھ ہیں مگر دوسروں کو ان کے علم سے فائدہ نہیں پہنچتا اور میں کہا کرتا ہوں کہ بحر العلوم سے نہر العلوم ہی اچھے کہ ان سے آب پاشی ہوتی ہے اور ان کا پانی تھوڑا سہی مگر کار آمد تو ہے۔

اب تو بخاری بھی ہو گئے

کسی صاحب کو بخار تھا حضرت حاجی صاحب (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا ہوا پہلے تو مسلم تھے اب بخاری بھی ہو گئے۔

ذو کام اچھا ہے بے کام سے

ایک صاحب نے عرض کیا کہ آجکل حضرت کو زکام ہو رہا ہے۔ مزاحاً فرمایا کہ ذو کام (یعنی کام والا ہونا) اچھا ہے بے کام سے۔

ظلم اس مولوی کا

ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب دہلی سے ساڈھورہ گئے ایک شخص کو نماز کی تاکید کی۔ اس نے نماز کی نیت اس طرح باندھی۔ نیت کرتا ہوں نماز کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، ظلم اس مولوی کا۔ اللہ اکبر۔

چھٹی فصل

خاتمہ

موضوع کے اہم مضامین اور اس کے نتائج

اب جبکہ اس موضوع کے ختم ہونے کا وقت قریب آ چکا ہے فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ اس بحث کے اہم مضامین اور اس کے نتائج کا خلاصہ درج ذیل نقاط میں پیش کر دیا جائے:۔

۱۔ مزاح سے عموماً ایسا ہی مذاق مراد ہوتا ہے جو سنجیدگی کی ضد ہو۔ اس کو تعبیر کرنے کے لئے بہت سے مترادف الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن سے شرعی احکام و مسائل متعلق ہیں انہیں میں سے یہ الفاظ بھی ہیں: "دعابة" "فکاهة" "ملاعبة" اور "هزل"۔ اور اردو میں دل لگی، ہنسی، کھیل، شوخی ظرافت۔

۲۔ دوران بحث یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ مزاح کی دو قسمیں ہیں:۔

۱ مزاح مشروع ۲ مزاح ممنوع (جو شرعاً ناجائز ہے)

اصل مزاح مشروع کے بارے میں فقہائے کرام کے دو قول ہیں:۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مزاح مشروع مندوب اور مستحب ہے۔

اور بعض فرماتے ہیں کہ مزاح مشروع مباح ہے۔

اور مزاح ممنوع کی بھی دو قسمیں ہیں:۔

۱ مزاح حرام ۲ مزاح مکروہ

اور ان میں سے ہر ایک کے دلائل، شواہد، نظیریں، ضوابط اور مقاصد اپنی اپنی جگہ پر مذکور ہیں۔

۳۔ واضح اور یہ بات پوری طرح ثابت ہے کہ مزاح شریعت اسلامیہ میں جائز ہے۔ جس کی ترغیب بھی دی گئی ہے مگر کبھی کوئی شرعی مصلحت ہو تو مزاح پسندیدہ بھی ہو جاتا ہے۔

۴۔ مزاح شریعت کے لیے — خواہ مباح ہو یا پسندیدہ — کچھ اصول وضوابط ہیں جن کی رعایت کرنا لازم ہے اور ان کا اہتمام کرنا ہر ایک مزاح کرنے والے کے لیے ضروری ہے جن میں سے کچھ ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

ا۔ گفتگو کے وقت حق اور سچائی ہی کا تصور کرے اور اسی طرح سے مزاح کرے۔

ب۔ مزاح میں حد سے تجاوز نہ کرے اور نہ ہی اس کی عادت بنالے۔

ج۔ مزاح کرنے والا اپنے قول و فعل کے ذریعہ کسی کی تحقیر نہ کرے، اسی طرح ایذا اور تکلیف دہ کلمات سے اپنے کو دور رکھے۔

د۔ سامعین کا خیال رکھے اور ان کی حالت اور مزاج کی رعایت کرے۔

ہ۔ کمزور اور سادہ لوح لوگوں کے ساتھ دل لگی کرنا اور ان کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیرنا۔

و۔ جس سے مذاق کیا جا رہا ہے اس کی کمزوری اس کے ذریعہ اصلاح کرنا اور اس کے کردار کی درستگی کرے۔

۵۔ مزاح شریعت کے سلسلہ میں جو اقوال اور صورتیں روایت اور منقول ہیں ان کا جائزہ لینے سے پتہ چلا کہ مختلف اعتبارات سے مزاح کی درج ذیل قسمیں ہیں:

(۱) مزاح قولی (۲) مزاح فعلی (۳) مزاح صریح (۴) مزاح کنایہ

۶۔ ان تحقیقات میں مزاح حرام کی حقیقت اور اس کے اثرات کو بیان کیا گیا ہے نیز مزاح حرام کی شکلوں اور باقی صورتوں پر خصوصیت کے ساتھ نظر رکھی گئی ہے اور مزاح حرام کی حرمت کے سلسلہ میں وضاحت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیز صحابہ اور تابعین کے اقوال کی روشنی

میں کی گئی ہے۔

مزاح حرام کے اسباب میں سے کچھ اسباب مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا حق اور سچ سے گریز کرنا۔ جھوٹ اور بہتان کا ارتکاب کرنا۔

ب لوگوں کو ڈرانا اور ان کو تکلیف دینا نیز ان کے مال و جان اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچانا اور ان کے عمدہ سماجی اقدار کو گھٹانا۔

ج اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اس کے شعائر میں دست درازی کرنا اور لوگوں کے حقوق اور ان کے جذبات میں خلل انداز ہونا۔

د لوگوں کے درمیان نعرہ بازی اور فرقہ اندازی کو بڑھاوا دینا اور شرم و عار دلانا اور ان کے اصول و روایات کا مذاق اڑانا۔

ھ اباحیت و بے حیائی کی دعوت دینا اور اخلاقی بدکرداریاں اور برے عادات اطوار کی دعوت دینا۔

۷۔ مزاح مکروہ کی تعریف اور اس کی حقیقت نیز اس کی پرانی اور نئی صورتیں اور اس سے اخذ ہونے والے نتائج جو دلائل اور آثار سے ماخوذ ہیں اس کی بعض صورتیں ذیل میں پیش ہیں:۔

ا مزاح حق میں حد سے تجاوز اور بلاضرورت زیادہ مزاح کرنا۔

ب ایسے شخص سے مزاح کرنا جو اس کے مذاق کو قبول نہ کرتا ہو (یعنی جس کو مذاق اچھا نہ لگتا ہو)۔

ج ناشائستہ بات اور مضامین کے ذریعہ مذاق کرنا اگرچہ یہ کامینٹری وغیرہ ہی کے ذریعہ ہو یا ایسی کتابیں اور قصے وغیرہ ہوں جس میں نازیبا الفاظ استعمال کیے گئے ہوں۔

د مزاح حق کو لوگوں کے ہنسانے کے لئے مشغلہ بنا لینا کیونکہ اس سے

بطالت اور بیکاری کو فروغ ملتا ہے۔

۸۔ اس موضوع کے نتائج اور اثرات

عام طور پر مزاح کے فقہی احکام کا تتبع اور تلاش اور خصوصاً ان میں سے ان صورتوں کے احکام کا تتبع جو لوگوں کے ذاتی معاملات مثلاً نکاح، طلاق اور رجعت وغیرہ، نیز مالی معاملات اور غیر مالی معاملات میں کثرت سے واقع ہوتے ہیں اور بسا اوقات ان کے اثرات کفر تک پہنچ جاتے ہیں اور اسلام سے تعلق ختم ہونے لگتا ہے جس کے بعد مالی، جانی اور اولاد وازواج میں اس کا زبردست خسارہ اور نقصان دنیا اور آخرت دونوں میں ظاہر ہوتا ہے۔

ان میں بعض وہ ہیں جن کے بارے میں علماء نے فرمایا ہے کہ: اگر کسی شخص نے مذاق میں شادی کرلی یا طلاق دیدی یا اپنی مطلقہ بیوی سے رجعت کرلی تو اس کا یہ مذاق صحیح ہوجائے گا اور اس کو نافذ کردیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے بطور مذاق کے کسی چیز کی خرید وفروخت کرلی یا ہدیہ دیدیا یا کسی چیز کا اقرار کرلیا یا کسی کے حق کو دوسرے کے لئے اقرار کرلیا تو اس پر وہ لازم ہو جائے گا۔

۹۔ اس عنوان میں اسلام کے عہد اول کے بعض مذاق کرنے والوں اور ظریفوں کا ذکر کیا گیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لے کر تبع تابعین کے عہد (تیسری صدی ہجری تک) کے حضرات ہیں۔

۱۰۔ مزاح مشروع اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام ایک عالی ظرف، معتدل اور متوازن دین شریعت ہے۔ اس کا مقصد انسانی طبیعت و مزاح کی رعایت ہے ہنسنے کھیلنے اور مذاق و دل لگی کرنے سے طبیعتوں کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے اور زندگی کے پوشیدہ تکالیف اور نفسانی عیبوں میں تخفیف ہوتی ہے۔

اللہ برتر وبالا کا ارشاد بالکل برحق ہے: ’’ وابتغ فیما آتاک اللہ الدار الآخرة و لا تنس نصيبک من الدنيا و أحسن كما أحسن اللّٰہ اليک‘‘ (سورۂ قصص: ۷۷)

(تجھ کو خدا نے جتنا دے رکھا ہے اس میں عالم آخرت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنا حصہ (آخرت میں لے جانا) فراموش مت کر اور جس طرح خدا تعالی نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی (بندوں کے ساتھ) احسان کیا کر)

تمت بالخیر

بحمد اللہ تعالیٰ وتوفیقہ وکرمہ

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سید محمد ضیاء الدین مظاہری

ابن مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری دامت برکاتہم

یوم الاثنین ۸؍ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

۲۰۰۸ء

مراجع

الف

۱ الآداب فی الاخلاق۔ امام بیہقی، تحقیق عبدالقدوس محمد نذیر۔ مطبع مکتبۃ الریاض الحدیثۃ بالریاض ۱۴۰۷ھ۔ ۱۹۸۶م

۲ الآداب فی الحدیث۔ امام بیہقی، تحقیق محمد عبدالقادر عطا، مطبع دارالکتب العلمیۃ بیروت۔ ۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۶م

۳ الآداب الشرعیۃ والمنح المرعیۃ۔ امام ابن مفلح۔ تحقیق شعیب ارناووط وزمیلہ۔ مطبع مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹م

۴ آداب الصحبۃ والمعاشرۃ مع اُصناف الخلق۔ امام غزالی۔ تحقیق ڈاکٹر محمد معینی۔ مطبعۃ العانی بغداد ۱۹۸۴م

۵ الاحکام السلطانیۃ۔ امام ماوردی۔ مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی۔ مصر ۱۳۹۳ھ ۱۹۸۳م

۶ احیاء علوم الدین۔ امام غزالی۔ حاشیہ کتاب مغنی حمل السفار فی الاسفار تخریج احیاء من الاخبار۔ علامہ عراقی۔ عوارف المعارف۔ علامہ سہروردی مطبع مکتبۃ التجاریۃ مصر

۷ اخبار الظراف والمتماجنین۔ امام ابن جوزی۔ تقدیم طٰہٰ عبدالرؤوف سعد۔ مطبع مکتبۃ الکلیات الأزہریۃ مصر

۸ اخبار القضاۃ۔ امام وکیع۔ تعلیق عبدالعزیز مراغی۔ مطبع الاستقامۃ۔ قاہرہ ۱۳۶۶ھ

۹ ادب الدنیا والدین امام ماوردی۔ تحقیق مصطفیٰ السقا مطبع قاہرہ

۱۰ الادب المفرد۔ امام بخاری۔ ترتیب کمال الحوت۔ مطبع دار عالم الکتب۔ بیروت ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵م

ادبنا الضاحک۔ عبد الغنی عطری۔ مطبع دار النہار۔ بیروت ۱۹۷۰م
۱۱ الاذکار المنتخبۃ من کلام سید الابرار۔ امام نووی۔ مصطفیٰ بابی حلبی ۱۴۸۵ھ ۱۹۹۵م
۱۲ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول۔ امام شوکانی۔ مصطفیٰ البابی حلبی ۱۳۵۶ھ
۱۳ الاستیعاب فی أسماء الاصحاب۔ ابن عبد البر۔ حاشیہ اصلبۃ فی تمیز الصحابۃ۔
۱۴ امام ابن حجر مطبع دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ ۱۹۷۸م
أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ۔ ابن اثیر۔ مطبع دار احیاء التراث العربی۔ بیروت
۱۵ اسنی المطالب شرح روض الطالب۔ شیخ زکریا انصاری۔ حاشیہ حاشیۃ الرملی۔
۱۶ مطبع مکتبۃ اسلامیۃ بیروت
۱۷ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ۔ امام ابن حجر۔ حاشیۃ استیعاب فی اسماء الاصحاب۔
امام ابن عبد البر
۱۸ الاعلام۔ امام زرکلی۔ مطبع بیروت ۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹م
۱۹ لِالمام باصول الاحکام۔ ڈاکٹر محمد فوزی فیض اللہ مطبع دار التقدم کویت ۱۴۱۰ھ
۱۹۸۹م
۲۰ الام۔ امام شافعیؒ تحقیق محمد زہری نجار۔ مطبع دار المعرفۃ بیروت
۲۱ الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف۔ علامہ مرداوی۔ تحقیق و تعلیق محمد حامد الفقی
مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۲ اشرف اللطائف حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ مطبع مسعود پبلیشنگ ہاؤس دیوبند

ب

۲۳ البحر الرائق شرح کنز الدقائق۔ امام ابن نجیم مطبع کراچی پاکستان
۲۴ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ امام کاسانی۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
۲۵ بذل المجھود فی حل سنن أبی داؤد۔ علامہ خلیل احمد سہارنپوری۔ مطبع الکتب
العلمیۃ بیروت۔

ت

۲۶ تاج العروس من جواہر القاموس ۔ علامہ زبیدی ۔ مطبع دار صادر بیروت ۱۳۸۶ھ ۱۹۶۶م

۲۷ تاریخ بغداد ۔ خطیب بغدادی ۔ مطبع دار الکتب العربی ۔ بیروت

۲۸ التاریخ الکبیر ۔ امام بخاریؒ ۔ مطبع تصویر المکتبۃ الاسلامیۃ ۔ حیدرآباد دکن

۲۹ تاریخ مدینۃ دمشق ۔ ابن عساکر تحقیق ڈاکٹر شکری فیصل وزمیلہ ۔ مطبع مکتبۃ العلوم والحکم ۔ المدینۃ المنورۃ

۳۰ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۔ امام زیلعی ۔ مطبع دار المعرفۃ بیروت

۳۱ تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج ۔ ابن حجر الہیتمی حاشیہ علامہ شروانی وابن قاسم عبادی مطبع مصورۃ دار صادر بیروت عن الطبعۃ المیمنیۃ ۔ مصر ۱۳۱۵ھ

۳۲ التراتیب الاداریۃ ۔ امام کتانی ۔ مطبع دار الکتاب العربی بیروت ۔

۳۳ الترغیب والترہیب ۔ امام منذری ۔ تحقیق سعید اللحام مطبع دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳م

۳۴ التعریفات ۔ امام جرجانی مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۔ ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸م

۳۵ تقریب التہذیب ۔ امام ابن حجر تحقیق الشیخ محمد عوامۃ مطبع دار القلم بیروت ۱۴۱۱ھ ۱۹۹۱م

۳۶ تعلیمات سیرت حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری مطبع المرکز الاسلامی ۔ الہ آباد

ج

۳۷ جامع الاصول فی احادیث الرسول ۔ ابن الاثیر ۔ تحقیق عبد القادر ارناؤوط مطبع دمشق ۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹م

۳۸ جحا العربی شخصیۃ وفلسفۃ ۔ ڈاکٹر محمد رجب النجار ۔ مطبع دار ذات السلاسل کویت ۔ ۱۹۸۹م

ح

۳۹ حاشیۃ دسوقی علی الشرح الکبیر۔ مطبع مصطفیٰ محمد۔ مصر ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء

۴۰ حاشیہ رملی علی اسنی المطالب

۴۱ حاشیۃ العدوی علی شرح الخرشی۔ مطبع دار صادر بیروت

۴۲ حاشیۃ عمیرۃ (شرح المحلی علی منہاج الطالبین۔ امام نووی) مطبع دار احیاء الکتب العربیۃ۔ عیسی البابی الحلبی مصر

۴۳ حاشیۃ القلیوبی۔ (علی شرح المحلی علی منہاج الطالبین۔ امام نووی) مطبع دار احیاء الکتب العربیۃ۔ عیسی البابی الحلبی مصر

۴۴ حیاۃ الصحابۃ۔ شیخ یوسف کاندھلویؒ۔

۴۵ حکایات اولیاء حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ مطبع کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

د

۴۶ الدر المختار شرح تنویر الابصار۔ امام حصکفی۔ مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

ر

۴۷ رد المحتار علی الدر المختار۔ حاشیۃ ابن عابدین

۴۸ رسالۃ المسترشدین۔ علامہ محاسبی تحقیق شیخ عبد الفتاح ابو غدۃ مطبع مکتب المطبوعات الاسلامیۃ۔ حلب ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۵ء

۴۹ روضۃ القضاۃ وطریق النجاۃ۔ علامہ سمنانی۔ تحقیق صلاح الدین الناہی مطبع موسسۃ الرسالۃ بیروت ودار الفرقان عمان

س

۵۰ سنن البیہقی۔ دار المعرفۃ بیروت

۵۱ سنن الترمذی۔ تحقیق کمال یوسف الحوت۔ مطبع دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۷ء

۵۲ سنن ابی داؤد۔ مراجعۃ و تعلیق محمد محی الدین عبد الحمید۔ مطبع مکتبۃ الریاض
۵۳ سنن داری قطنی۔ مصورۃ طبعۃ عبد اللہ ہاشم یمانی۔ مدینہ منورہ ۱۳۸۶
۵۴ سنن سعید بن منصور۔ تحقیق مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مطبع دار السلفیہ بمبئی
۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳م
۵۵ سنن ابن ماجہ۔ تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی۔ مطبع دار الحدیث مصر
۵۶ سیر اعلام النبلاء۔ امام ذہبی مطبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۱۰

ش

۵۷ شذرات الذہب فی اخبار من ذہب۔ ابن العماد الحنبلی مطبع دار الآفاق الجدیدۃ بیروت
۵۸ شرح الخرشی علی مختصر خلیل۔ مطبع دار صادر بیروت
۵۹ شرح القواعد الفقہیۃ۔ احمد زرقاء۔ مطبع دار الغرب الاسلامی بیروت
۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳م
۶۰ الشرح الکبیر۔ علامہ دردیر۔ انظر حاشیۃ دسوقی
۶۱ الشمائل المحمدیۃ والخصائل المصطفویۃ۔ امام ترمذی۔ تحقیق سید عباس الجلیمی
مطبع مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲م

ص

۶۲ الصحاح (تاج اللغۃ وصحاح اللغۃ العربیۃ) علامہ جوہری تحقیق احمد عبد الغفور
عطار۔ مطبع دار العلم للملایین بیروت ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹م
۶۳ صحیح البخاری۔ مطبع استنبول
۶۴ صحیح ابن حبان مع الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان۔ علاء الدین الفارسی
تحقیق شعیب ارناووط مطبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۹م

۶۵ صحیح سنن ابی داؤد۔ علامہ البانیؒ مطبع نشر مکتب التربیۃ العربیۃ لدول الخلیج العربی
بیروت ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹م
۶۶ صحیح مسلم۔ تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی۔ مطبع اسطنبول

ض

۶۷ ضعیف سنن ابی داؤد۔ علامہ البانی۔ مطبع المکتب الاسلامی بیروت
۱۴۱۲ھ ۱۹۹۱م

ط

۶۸ الطبقات الکبریٰ۔ ابن سعد۔ مطبع دار صادر بیروت ۱۳۷۷ھ ۱۹۵۷م

ع

۶۹ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ علامہ عینی مطبع منیریۃ مصر
۷۰ عمل الیوم واللیلۃ۔ ابن السنی۔ تحقیق بشیر محمد عیون مطبع دار البیان دمشق
۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷م
۷۱ عوارف المعارف۔ علامہ سہروردی
۷۲ العیال۔ ابن ابی الدنیا۔ تحقیق ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن خلف مطبع دار ابن قیم دمام
سنہ ۱۴۱۰ھ
۷۳ علمی مضامین حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ مطبع مکتبہ طیبہ دیوبند

غ

۷۴ غایۃ المنتہی فی جمع بین الاقناع والمنتہی۔ مرعی الکرمی الحنبلی
مطبع للموسسۃ السعیدیۃ ریاض سنہ ۱۹۸۱م

ف

۷۵ فتح الباری بشرح صحیح البخاری۔ ابن حجر عسقلانی۔ مطبع دار الفکر بیروت

۷۶ فتح القدیر۔ امام ابن ہمام۔ مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت

۷۷ الفکاہۃ فی الادب اصولہا و انواعہا۔ ڈاکٹر احمد الحوفی مکتبہ نہضۃ مصر

۷۸ الفکاہۃ فی الادب العربی (الی نہایۃ القرن الثالث الہجری) الاستاذ فتحی الہیمر
الشرکۃ الوطنیۃ والتوزیع بالجزائر ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰م

۷۹ فیض القدیر بشرح الجامع الصغیر۔ علامہ مناویؒ مطبع مصطفیٰ محمد۔ مصر

۸۰ الفہرست۔ ابن ندیم مطبع المطبعۃ التجاریۃ مصر

ق

۸۱ القوانین الفقہیہ۔ ابن جزی المالکی۔ مطبع دار القلم بیروت

ک

۸۲ الکامل فی ضعفاء الرجال۔ ابن عابدین تحقیق ڈاکٹر سہیل زکار و زمیلہ
مطبع دار الفکر بیروت ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۸م

۸۳ کشاف القناع عن متن الاقناع۔ علامہ بھوتی تعلیق ہلال مصیلحی
مکتبۃ النصر الحدیثۃ ریاض

۸۴ کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس۔
علامہ عجلونی مکتبۃ القدسی مصر ۱۳۵۱ھ

۸۵ کنز الراغبین للمحلی (المعروف بشرح المحلی او شرح منہاج الطالبین)

۸۶ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔ متقی ہندی تحقیق بکری حیانی و زمیلہ
مطبع سوریۃ ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱م

ل

۸۷ اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان محمد فؤاد عبد الباقی۔ مطبع وزارۃ الأوقاف
الکویت ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷م

۸۸ لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام۔ ابن الشحنۃ۔ مطبع المیمنیۃ مصر ۱۳۱۰ھ

۸۹ لطائف اللطف۔امام ثعالبی۔ تحقیق ڈاکٹر عمر اسعد مطبع دار المسیرۃ
بیروت ۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء

م

مجمع الزوائد و منبع الفوائد۔امام ہیثمی۔مکتبۃ المقدسی مصر ۱۳۵۳ھ
۹۰ المراح فی المزاح۔بدرالدین غزی۔تعلیق احمد عبید مطبع الترقی دمشق ۱۳۴۹ھ
۹۱ المستدرک علی الصحیحین۔حاکم اشراف ڈاکٹر یوسف المرعشلی
۹۲ دار المعرفۃ بیروت
۹۳ مسند احمد بن حنبل (حاشیۃ منتخب کنز العمال) مطبع دار صادر والمکتب الاسلامی بیروت
۹۴ مسند البزار۔ مطبع مکتبۃ العلوم والحکم۔المدینۃ المنورۃ ۱۴۰۹ھ
۹۵ المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر۔فیومی مطبع مطبعۃ الامیریۃ قاہرۃ ۱۹۲۵ء
۹۶ المصنف۔ابن ابی شیبۃ طبع ملتان
۹۷ المصنف۔عبدالرزاق صنعانی تحقیق شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمان اعظمی
مطبع المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء
۹۸ المعارف۔ابن قتیبۃ۔تحقیق ڈاکٹر ثروت عکاشۃ مطبع دار المعارف مصر ۱۹۶۹ء
۹۹ المعجم الأوسط۔علامہ طبرانی تحقیق ایمن صالح شعبان وزمیلہ مطبع دار الحدیث
قاہرہ ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶ء
۱۰۰ المعجم الصغیر۔علامہ طبرانی۔(الروض الدانی الی المعجم الصغیر۔طبرانی) تحقیق محمد شکور
مطبع المکتب الاسلامی بروت و دار عمار۔عمان ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء
۱۰۱ المعجم الکبیر۔علامہ طبرانی تحقیق حمدی عبدالمجید السلفی وزارۃ الاوقاف العراقیۃ۔
بغداد ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء
۱۰۲ المعجم الوسیط۔مجمع اللغۃ العربیۃ۔قاہرہ مطبع دار المعارف قاہرہ ۱۴۰۰ھ
۱۹۸۰ء

۱۰۳ المغنی عن حمل الاسفار فی تخریج مافی الاحیاء من الاخبار (تخریج أحادیث الاحیاء) عراقی
۱۰۴ المغنی (فی الفقہ) ابن قدامۃ تحقیق ڈاکٹر عبداللہ الترکی وزمیلہ۔ مطبع قاہرہ
۱۴۱۳ھ ۱۹۹۲م
۱۰۵ مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج۔ خطیب الشربینی (شرح منہاج الطالبین امام نووی) مطبع دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ ۱۹۷۸م
۱۰۶ المنجد فی اللغۃ والادب والعلوم۔ لویس معلوف۔ بیروت
۱۰۷ المنہاج (شرح صحیح مسلم بن الحجاج) امام نووی مطبع دار الفکر بیروت ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱م
۱۰۸ مواہب الجلیل لشرح مختصر خلیل۔ علامہ حطاب مطبع مکتبۃ النجاح۔ لیبیا۔
۱۰۹ المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ۔ امام قسطلانی تحقیق صالح شامی مطبع المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۱م
۱۱۰ الموسوعۃ الفقہیۃ۔ مطبع وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ۔ کویت
۱۱۱ المیسر فی اصول الفقہ الاسلامی۔ ڈاکٹر ابراہیم السلقینی مطبع دار الفکر المعاصر بیروت ۱۴۱۱ھ ۱۹۹۱م

ن

۱۱۲ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باسما۔ الاستاذ نشأت المصری۔ مکتبۃ القرآن قاہرہ ۱۹۸۳م
۱۱۳ نصیحۃ المرابط۔ محمد امین الشنقیطی۔ (شرح مختصر خلیل المالکی) تعلیق الحسین زیدان
۱۱۴ النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر۔ ابن الاثیر۔ تحقیق طاہر الزاوی وزمیلہ۔ عیسیٰ البابی الحلبی ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۳م
۱۱۵ نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج۔ شہاب الدین رملی۔ مطبع المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت۔
۱۱۶ نیل الأوطار شرح منتقی الاخبار للشوکانی۔ دار القلم بیروت۔

Mazaaq Aur Dil Lagi

Islami Taleemat ki Roshni Men

Written By

Dr. Mohammad Ziauddin

بڑی خوشی کی بات ہے کہ عزیز گرامی قدر، فاضل صالح مولانا ڈاکٹر سید محمد ضیاء الدین مظاہری نے حسب دستور سابق اس موضوع پر قلم اٹھایا اور حق تو یہ ہے کہ انھوں نے دینی و اخلاقی نقطہ نظر سے اس موضوع کا حق ادکر دیا ہے ان کا حسن نیت اور اخلاص عمل اس تحریر سے بخوبی واضح ہے، اب تو وہ ایک کہنہ مشق قلم کار، صاحب طرز ادیب اور عالم باعمل ہیں اس سے پہلے ان کی اور کئی تصانیف اہم علمی اور دینی موضوعات پر شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں۔ پیش نظر کتاب ''مذاق اور دل لگی'' کا موضوع بظاہر ایک ادبی ولسانی اور فنی دلچسپی کا موضوع ہے مگر اسلامی ادبیات میں اس موضوع پر نسبتاً کم مواد اور معلومات ملتی ہیں، تاہم و مصنف نے اس تصنیف لطیفہ کے ذریعہ اس خلاء کو پر کرنے کی کوشش کی ہے اور اس تحریر دل پذیر کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کر کے انھوں نے گویا زہر کو تریاق بنا دیا ہے۔

مولانا محمد ضیاء الدین مظاہری ہمارے شکریہ اور سپاس کے مستحق ہیں کہ اس پر آشوب دور میں اسباب ووسائل کی قلت، حالات ومسائل کی بہتات کا سامنا کرتے ہوئے انھوں نے زندگی کے بے آب وگیاہ صحرا میں ہمارے لئے بادنسیم کے ایک خوشگوار جھونکے کا انتظام کر دیا ہے اور وحشت ودہشت کی ماری دنیا کے لئے اسلامی نقطہ نظر سے خوش رہنے اور مسکرانے کا ایک غنیمت موقع فراہم کر دیا ہے۔

پروفیسر شبیر احمد ندوی

سابق صدر شعبہ عربی، لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ

ناشر

مکتبہ الاشرف۔ الہ آباد

ISBN 93-84036-18-8

9 789384 036188

₹ 80.00

Distributor: الھدیٰ پبلیکیشنز دہلی

alHuda publications

2982, Kucha Neelkanth, Qaziwara, Daryaganj, New Delhi-2

Phone: 011-43259013, E-mail: alhudapublications@yahoo.com